بسم الله الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

سبحان الذی اسری بعبدہ لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی

ولقد نصرکم الله ببدر وانتم اذلة

بدر

BADR — QADIAN

Reg. No. L. CCLXXXVIII

الیس اللہ بکاف عبدہ مرزا غلام احمد

مسیح وقت مہدی ہم مجدد ہم ابن مریم

قیمت پیشگی

یکم صفر ۱۳۲۹ھ علی صاحبہا التحیۃ والسلام مطابق ۲ فروری ۱۹۱۱ء

جلد ۱۰ — نمبر ۱۴

کیسر بھائیو گر قادیاں آؤ گے تم — ایڈیٹر و منیجر محمد صادق عفی اللہ عنہ — نور دین مصطفےٰ پاؤ گے تم

شرائط بیعت

اول یہ کہ بیعت کنندہ سچے دل سے عہد اس بات کا کرے کہ آئندہ اس وقت تک کہ قبر میں داخل ہو جائے شرک سے مجتنب رہیگا۔ دوم یہ کہ جھوٹ اور زنا اور بدنظری اور فسق و فجور و ظلم و خیانت و فساد اور بغاوت کے طریقوں سے بچتا رہیگا۔ اور نفسانی جوشوں کے وقت ان کا مغلوب نہ ہوگا۔ اگرچہ کیسا ہی جذبہ پیش آوے۔ سوم یہ کہ بلا ناغہ پنجوقت نماز موافق حکم خدا اور رسول کے ادا کرتا رہیگا اور حتی الوسع نماز تہجد کے پڑھنے اور اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجنے اور ہر روز اپنے گناہوں کی معافی مانگنے اور استغفار کرنے میں مداومت اختیار کریگا اور دلی محبت سے اللہ تعالیٰ کے احسانوں کو یاد کر کے اس کی حمد اور تعریف کو اپنا ہر روزہ ورد بنا دیگا۔ چہارم یہ کہ عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہ دیگا۔ نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اور طرح سے۔ پنجم یہ کہ ہر حال رنج و راحت اور عسر اور یسر اور نعمت و بلا میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ وفاداری کرے گا اور بہر حالت راضی بقضا ہوگا۔ اور ہر ایک ذلت اور دکھ کے قبول کرنے کے لئے اس کی راہ میں طیار رہیگا اور کسی مصیبت کے وارد ہونے پر اس سے منہ نہ پھیرے گا بلکہ قدم آگے بڑھائیگا۔ ششم یہ کہ اتباع رسم اور متابعت ہوا و ہوس سے باز آجائیگا۔ اور قرآن شریف کی حکومت کو بکلی اپنے اوپر قبول کرلیگا اور قال اللہ اور قال الرسول کو اپنی ہر ایک راہ میں دستور العمل قرار دیگا۔ ہفتم یہ کہ تکبر اور نخوت کو بکلی چھوڑ دیگا اور فروتنی اور عاجزی اور خوش خلقی اور حلیمی اور مسکینی سے زندگی بسر کریگا۔ ہشتم یہ کہ دین اور دین کی عزت اور ہمدردی اسلام کو اپنی جان اور اپنے مال اور اپنی عزت اور اپنی اولاد اور اپنے ہر ایک عزیز سے زیادہ تر عزیز سمجھیگا۔ نہم یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہے گا اور جہاں تک بس چل سکتا ہے اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہونچائیگا۔ دہم یہ کہ اس عاجز سے عقد اخوت محض للہ باقرار طاعت در معروف باندھ کر اس پر تا وقت مرگ قائم رہیگا اور اس عقد اخوت میں ایسا اعلیٰ درجہ کا ہوگا کہ اس کی نظیر دنیوی رشتوں اور ناطوں اور تمام خادمانہ حالتوں میں پائی نہ جاتی ہو

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا — مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
اندرین دین آمدہ از مادریم — ہم برین از دار دنیا بگذریم
آن کتاب حق کہ قرآن نام اوست — بادۂ عرفان ما از جام اوست
آن رسولے کش محمد ہست نام — دامن پاکش بدست ما مدام
مہر او باشیر شد اندر بدن — جان شد و با جان بدر خواہد شدن
ہست او خیر الرسل خیر الانام — ہر نبوت را برو شد اختتام
آنچہ ما را وحی و ایمائے بود — آن نہ از خود از ہمان جا مے بود
اقتدائے قول او در جان ماست — ہر چہ زو ثابت شود ایمان ماست
آن ہمہ از حضرت احدیت است — منکران مستحق لعنت است
معجزات او ہمہ حق اند و راست — منکران مورد لعن خدا است
معجزات انبیاء سابقین — آنچہ در قرآن بیانش بالیقین
بر ہمہ از جان و دل ایمان ماست — ہر کہ انکارے کند از اشقیاست
یک قدم دوری ازان عالی جناب — نزد ما کفر است و خسران و تباب

دستور العمل

تمام خریداران اخبار سالانہ قیمت پیشگی

جب تک قیمت پیشگی نہ آجاوے تب تک نام اخبار جاری نہ ہوگا۔

خط میں کتابت کے واسطے نمبر خریداری لکھا جانا چاہیئے۔ جو قیمت پہلے بھیجی جاوے اس کی رسید اخبار میں چھاپی جاوے گی علیحدہ رسید نہ بھیجی جاویگی البتہ جو صاحب دستی قیمت ادا کریں انکو بہر حال رسید حاصل کرنی چاہیئے۔ اگر دو ہفتہ تک رسید نہ چھپے تو خط لکھ کر دریافت کرنا چاہیئے۔ تمام ترسیل زر بنام میاں معراج الدین عمر پروپرائیٹر قادیان ضلع گورداسپور ہونی چاہیئے۔

منیجر بدر

وہ الفاظ جن میں حضرت اقدس مسیح موعود بیعت لیا کرتے تھے ہاتھ میں ہاتھ دیکر آپ فرماتے جاتے تھے اور طالب تکرار کرتا جاتا تھا۔ اشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشہد ان محمداً عبدہ ورسولہ۔ آج میں احمد کے ہاتھ پر اپنے تمام گناہوں سے توبہ کرتا ہوں جن میں میں گرفتار تھا اور میں سچے دل سے اقرار کرتا ہوں کہ جہاں تک میری طاقت اور سمجھ ہے ان تمام گناہوں سے بچتا رہونگا اور دین کو دنیا پر مقدم رکھونگا۔ استغفر اللہ ربی من کل ذنب واتوب الیہ ۳ بار۔ رب انی ظلمت نفسی واعترفت بذنبی فاغفر لی ذنوبی فانہ لا یغفر الذنوب الا انت۔ اے میرے رب میں نے اپنی جان پر ظلم کیا اور میں اپنے گناہوں کا اقرار کرتا ہوں تو میرے گناہ بخش کہ تیرے سوا کوئی بخشنے والا نہیں۔ آمین۔ اس کے بعد آپ معہ حاضرین مجلس بیعت کنندہ اور اس کے متعلقین کے لئے دعا کرتے ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح والمہدی مذکورہ بالا الفاظ کے ساتھ یہ الفاظ بڑھاتے ہیں آج میں نور الدین کے ہاتھ پر ان تمام شرائط کے ساتھ بیعت کرتا ہوں جن شرائط سے حضرت مسیح موعود بیعت لیا کرتے تھے اور نیز اقرار کرتا ہوں کہ خصوصیت سے قرآن و احادیث صحیحہ کے پڑھنے اور اس پر عمل کرنے کی کوشش کرونگا اور اشاعت اسلام میں جان و مال سے بقدر وسعت و طاقت کمربستہ رہونگا اور انتظام زکوٰۃ بہت احتیاط کرونگا اور باہمی اخوان میں رشتہ محبت کے قائم رکھنے اور قائم کرنے میں سعی کرونگا۔

(از بدر پریس قادیان میں میاں معراج الدین عمر پروپرائیٹر و پرنٹر و پبلشر کے حکم سے چھپکر شائع ہوا)

اخبار قادیان

حضرت خلیفۃ المسیح

سلمہ الرحمن کی حالت بفضلہ تعالیٰ بتدریج رو بصحت ہے گذشتہ ہفتہ میں کوئی نئی تکلیف پیدا نہیں ہوئی سردی لگنے کے سبب ایک دو روز سر میں درد رہا۔ اور گاہے گاہے رات کو بسبب بیخوابی کے بےچینی ہو جاتی ہے۔ زخم تیسرے حصہ سے زائد بھر گیا ہے زخم کا اپریشن رخسار کی ہڈی تک تھا اور ہڈی ننگی ہو گئی تھی جس سے بعض ڈاکٹر صاحبان نے خوف ظاہر کیا تھا کہ شاید ہڈی پر گوشت نہ چڑھے لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہڈی کا بہت سا حصہ گوشت سے ڈھک گیا ہے۔ اور خطرہ جاتا رہا۔ ہنوز نماز لیٹے ہوئے پڑھتے ہیں۔ بہت آہستگی سے بول سکتے ہیں۔ اور اطبا منع کرتے ہیں کہ زیادہ تر آپکو باتیں کرائی جائیں۔ اس سے ضعف پیدا ہوتا ہے بایں ہمہ باوجود اس ضعف کے کسی کسی وقت خدام کو پند و نصائح سے متمتع کرتے رہتے ہیں۔ قرآن شریف سنتے ہیں گذشتہ اتوار کو حضرت خواجہ کمال الدین صاحب و حضرت ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب تشریف لائے ہوئے تھے اس سے گذشتہ ہفتہ میں جب خواجہ صاحب تشریف لائے تھے تو حضرت صاحب نے انکے لکھے ہوئے کسی مضمون کے متعلق انھیں کچھ سمجھانے کا ارادہ ظاہر کر کے فرمایا تھا کہ ایک دن ٹھہر جائیں لیکن چونکہ خواجہ صاحب نے سیالکوٹ جانا تھا اسواسطے دوسرے ہفتہ حاضر خدمت ہونے کا وعدہ کر گئے تھے چنانچہ اس دفعہ حضرت صاحب نے خواجہ صاحب موصوف کو مخاطب کر کے فرمایا کہ جس مضمون کے متعلق میں آپکو سمجھانا چاہتا ہوں وہ گناہ کا مضمون ہے۔ جس پر آپ کچھ لکھ چکے ہیں پس حضرت صاحب نے اپنی نوٹ بک منگوائی اور گناہ کی حقیقت پر ایک مختصر سی تقریر کی جسکو ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب نے لکھ لیا ہے۔ امید ہے کہ اگلے اخبار میں انشاء اللہ درج اخبار کیا جائیگا۔

ایک سرحدی افغان احمدی مولوی نے عرض کی کہ میں اپنے علاقہ کے ایک سردار کو تبلیغ کرنا چاہتا ہوں۔ کیا حضور کی اجازت ہے۔ فرمایا میں رات کو استخارہ کر کے جواب دونگا۔

ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اسی جگہ ہیں اور حضرت صاحب کی خدمت میں مصروف ہیں۔ ڈاکٹر الٰہی بخش صاحب جنہوں نے بیماری کے دوران میں نہ صرف طبی خدمت کی ہے بلکہ رات دن برابر ہر طرح خدمت میں جوش کیساتھ مصروف رہے ہیں دو روز سے ایک ضروری کام کے واسطے راولپنڈی تشریف لے گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کا حافظ و ناصر ہو۔

حضرت مولوی محمد احسن صاحب یہیں تشریف فرما ہیں۔ گذشتہ جمعہ کو جو انہوں نے فتیحی خطبہ مسجد اقصیٰ میں کہا وہ دلوں پر خاص اثر کرنیوالا اور حضرت موصوف کی خوبصورتی کو سامعین کی نگاہوں میں ہر لحظہ بڑھانے والا تھا مجھے افسوس ہے کہ رپورٹر بسبب کمی گنجائش اُسکے خلاصہ میں اُس کی خوبیاں کماحقہ نہیں دکھلا سکا۔

شیخ یعقوب علی صاحب کی چچی مرحومہ کا جنازہ لاہور سے لایا گیا۔ اور ایک شاندار جماعت کے ساتھ حضرت صاحبزادہ صاحب نے نماز جنازہ ادا کی جسکے بعد مرحومہ کو مقبرہ بہشتی میں دفن کیا گیا۔ اللھم ارحمھا واغفرلھا

اس ہفتہ میں میاں چراغ الدین صاحب رئیس لاہور اور میاں معراج الدین صاحب پروپرائٹر بدر۔ میاں شمس الدین شملہ و دیگر برادران مختلف مقامات سے تشریف لائے۔

احباب کے خطوط بیمار پرسی کے لئے سب طرف سے برابر آ رہے ہیں اور اُن سے ظاہر ہوتا ہے کہ جماعت برابر دعاؤں میں مصروف ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ یہ خوشی کی بات ہے کہ ہماری بیماری کے ایام میں جماعت اللہ کیطرف متوجہ ہو۔

فرمایا مجھے آرام یہ ہے کہ مجھے اللہ تعالیٰ سے ویسی ہی محبت ہے اور قرآن اور رسول اللہ سے ویسی ہی محبت ہے اور مجھے دنیا کا کوئی غم نہیں اور اولاد کا کوئی فکر نہیں۔ احباب کے خطوط سے ظاہر ہے کہ کس قدر جوش کے ساتھ ہر طرف جماعت دعاؤں میں متوجہ ہے ہمارے دوست منشی ہاشم علی صاحب احمدی گرداور سرویل گڈھ اور برادر حامد حسین خانصاحب میرٹھ سے تاکید کرتے ہیں کہ احباب کو حضرت کے لئے دعا کیطرف متوجہ کیا جاوے منشی ہاشم علی صاحب لکھتے ہیں کہ میں دوستوں کو اس مضمون کے خط لکھتا رہتا ہوں۔ حکیم محمد صالح صاحب سانگلہ سے لکھتے ہیں کہ میں حضرت کی علالت کے سبب دیوانہ سا ہو رہا ہوں اور مختلف جگہوں میں جا کر دعائیں کراتا ہوں۔ سکندر علی خانصاحب کو گڑھی حبیب اللہ میں ایک دن خط نہ ملا تو تار دیدیا نظیر خانصاحب کا منصوری سے تار عیادت آیا۔ بابو فرزند علی صاحب شملہ سے اور سید حامد شاہ صاحب سیالکوٹ سے لکھتے ہیں کہ حضرت کی صحت کیواسطے خاص طور پر دعائیں کی گئیں۔ اللہ تعالیٰ سبکو جزائے خیر دے۔

سلوک

اب ہم وہ بعینہٖ الفاظ درج کرتے ہیں جو منگل سے پہلی رات کو حضرت نے ایک خادم کو لکھائے اور مولوی فضل دین نونی نے قلمبند کر کے ہمیں مرحمت فرمائے ہیں۔

"بوقت شام ۳۰ جنوری ۱۹۱۱ء حضرت خلیفۃ المسیح نے مخدوم میاں محمد صادق صاحب کو بلوایا۔ اور فرمایا قلم دوات لاؤ میں تمکو ایک بات بتاتا ہوں اسکو معمولی نہ سمجھیو یہ بہت بڑی بات بتاتا ہوں۔ فرمایا قرآن کریم کی یہ آیت تین مرتبہ پڑھو اولم یکفھم انا انزلنا علیک الکتاب یتلیٰ علیھم ان فی ذلک لرحمۃ وذکریٰ لقوم یؤمنون مخدوم صاحب کے تین مرتبہ پڑھنے کے بعد فرمایا۔ اللہ پاک اس آیت میں تمام منازل سلوک کے لئے فرماتا ہے۔ کیا انکو یہ کتاب (قرآن کریم) جو ہم نے محمد رسول اللہ صلعم پر نازل کی ہے کافی نہیں مومنوں کے لئے اسی میں رحمت ہے۔ اور اسی میں تمام ذکر ہیں۔ فرمایا میں نظارے ہائے قدرت اور کشوف کے طریقے خوب جانتا ہوں۔ مگر اس شہادت خداوندی کے بعد سلوک کے اور طریقوں کو اختیار کرنا میں کفر جانتا ہوں۔ اس قسم کی راہوں کو جوگیانہ طریقے سمجھتا ہوں۔ تم سب گواہ رہو میں مر جاؤں تو میری یہ نصیحت یاد رکھنا۔ اگر کوئی خیال اس کے خلاف اُٹھے تو لاحول پڑھنا شاہ عبدالعزیز صاحب کے ایک بھائی تھے جنکا نام تھا محمد۔ اُن کی ایک بیوی تھیں اُم حبیبہ اُنکا نام تھا اُنھوں نے بہت ہی کثرت سے اوراد و اذکار شروع کر دئے۔ حتیٰ کہ کچھ دنوں کے بعد نفلوں کی جگہ بھی اُنھوں نے وظیفے ہی کر دئے۔ ایک دن اُن کے میاں نے کہا کہ تُم ہر روز ذکر کیا کرتی ہو لاحول کا ذکر بھی کر دیکھو اُنھوں نے مان لیا اور شروع کر دیا۔ اس کے بعد اُنھوں نے اپنے مصلے پر سونے کی شکل میں بندر کو دیکھا اور اس نے کہا کہ جس راہ پر میں نے تم کو ڈالا تھا وہ کیوں چھوڑ دی۔ اس کے بعد اُن کے میاں آئے اور اُنھوں نے پوچھا بیوی صاحب تم نے آج کچھ دیکھا ہے۔ اُنھوں نے جواب دیا میں آئندہ توبہ کرتی ہوں۔ پھر فرمایا اللہ تعالیٰ کی ایک اور شہادت پڑھو جو ابتدائے قرآن مجید میں ہے۔ الم ذلک الکتاب لا ریب فیہ ھدی للمتقین۔ فرماتا ہے میں اللہ خوب علم والا یہ شہادت دیتا ہوں کہ جسقدر لوگ متقی بنے ہیں اسی راہ سے متقی بنے ہیں علم تو مجھکو ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ یہی کتاب ذریعہ ہے متقی بننے کا۔ خداتعالیٰ کی یہ دوسری گواہی ہے۔ یہ بات میں تمکو خدا کی تحریک سے کہتا ہوں۔ احادیث میں آیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کئی قسم کے اعوذ پڑھتے تھے۔ مگر جب قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس نازل ہوئیں تو آپ نے معوذتین کے سوا سب کو چھوڑ دئے پھر فرمایا اسوقت اتنی ہی برداشت ہے زندہ رہا تو کل کچھ اور کہونگا اور صبح فرمایا سورہ اعراف کے اخیر میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قل انما اتبع مایوحی الیّ من ربی ھذا بصائر من ربکم وھدی ورحمۃ لقوم یؤمنون واذا قرئ القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا لعلکم ترحمون۔ اے نبی کریم صلعم تو کہہ میں اس وحی قرآن کے

درخواست دعا

دوست محمد صاحب بلوچ جمانہ جام پور سے احباب کی خدمت میں درخواست کرتے ہیں کہ ان کے لئے بیماریوں سے شفا اور فراخی رزق کی دعا کیجاوے

ایک بیوہ کا نکاح

معزز شریف خاندان کی ایک غیر احمدی بیوہ کسی احمدی سے نکاح کرنا چاہتی ہے ہر کے ٹکٹ بھیجکر اہل حاجت درخواست کریں۔ درخواست کنندہ کی درخواست مشتہر کو بھیج دی جائیگی اور درخواست کنندہ کو مشتہر کا نام اور پتہ لکھا دیا جاویگا۔ اس سے زائد بدر کسی بات کا ذمہ دار نہیں ہے۔

تشحیذ وی پی

ماہ جنوری کے اخیر میں تشحیذ کا پرچہ خریداران تشحیذ کے نام وی پی ہوگا۔ اطلاع ہو

(منیجر تشحیذ)

اطلاع: اس اخبار میں ۱۲ صفحے ضمیمہ اور ۸ صفحے اخبار ہے جو جملہ سب خریداروں کو بھیجا گیا

اخبار بدر قادیان شریف ۲ فروری ۱۹۱۱ء یوم پنجشنبہ — نمبر ۱۴ جلد ۱۰

مناجات ناصر

فضل کر اس بندۂ عاجز پہ اے مرے خدا
میں بلاؤں میں گھرا ہوں میں مصائب میں پھنسا
کر دیا بیماریوں نے میری صحت کو خراب
میں ہوں عاصی میں ہوں خاطی تو ہو غفار الذنوب
میں ہوں ادنیٰ تو ہے اعلیٰ تو غنی میں ہوں فقیر
میں ہوں دست و پا شکستہ تو ہے میرا دستگیر
سخت میں ناپاک ہوں اے پاک مجھ پر کر کرم
مہربانی مجھ پہ کر الطاف فرما مجھ پہ تو
اس شب تاریک غم کو دور کر سر سے میرے
لے میرے داتا مرے ناصر مجھے منصور کر
رکھ مجھے ثابت سدا اسلام پر اے ذوالمنن
صبر کی جا صبر دے اور شکر کے موقعہ پہ شکر
دے محبت اپنی اور دنیا سے نفرت دے مجھے
بخش نسل پاک مجھکو کر امام المتقین
یاد ہو لب پر تری اور دل میں ہو تیرا خیال
باادب کر باحیا کر اپنے بندوں میں ملا کر
ہو تیری تعظیم بس ہر کام میں پیش نظر
ہر ضعیف و ناتوان کا میں بنوں پشت و پناہ
احمدی بھائی مرا کوئی نہ ہو مجھ سے ملول
میں ہوں خدمتگار نیکوں کا بنوں سچوں کا یار
راحت و آرام دوں اپنے ہر اک بھائی کو میں
لب پہ شیرینی ہو اور دل میں ہو میرے بس مٹھاس
میں اگر مانگوں تو مانگوں دیں کی نصرت کیلئے
میں نہ تجھ پر بدگمان ہوں اور نہ تجھ سے ناامید
تو نے ہے مجکو بنایا رزق دیتا ہے تو ہی
میں ہوں مصروف گنہ اور تو ہے میرا پردہ پوش
نعمتیں کھاتا ہوں تیری پر نہیں کرتا میں شکر
سکھ بخشے دیتا ہے تو میں سرکشی کرتا ہوں پھر
اپنے ہاتھوں سے میں جب پڑتا ہوں دکھ میں اے کریم
نعمتوں کی تیری گنتی مجھ سے ہو سکتی نہیں
یہ زمین و آسمان میرے لئے پیدا کئے
روح دی انمول مجھ کو جسم بخشا بے بہا
دیکھنے کو آنکھ بخشی اور دئے سننے کو کان
سونگھنے کو ناک دی پھر مجھ کو بخشے تو نے پھول
عقل بخشی فہم بخشا اے مرے رب رحیم
اپنے فضل عام سے بخشے مجھے ہو ترے ہوائیں
رات سونے کو بنائی دن کمانے کے لئے
پھول و پھل تو نے دئے تو نے بنائیں بوٹیاں

تو سزاوار کرم ہے میں ہوں شایان سزا
دور کر دے ہر مصیبت ہر بلا سے تو بچا
میں مریض ناتوان ہوں ہاتھ میں تیرے شفا
میں گرفتار بلا ہوں تو مرا مشکلکشا
تو شہنشاہ دو عالم میں ترا ادنیٰ گدا
میں ہوں گمراہی میں اے مولا مرا تو رہنما
میں برا ہوں فضل سے اپنے مرا کر دے بھلا
تو خفا مجھ سے نہ ہو گو خلق ہے مجھ پہ خفا
اے مرے رب مجھ پہ خوشوقتی کا جلدی دن چڑھا
کر میری حاجت روائی اے مرے حاجت روا
باب رحمت مجھ پہ وا کر دار قربت میں بلا
دور کر عصیان سے مجھ کو اپنی جانب تو جھکا
دور کر حرص و ہوا اپنا مجھے شیدا بنا
دے گناہوں سے تنفر دے عبادت میں مزا
ہو عیان پاکیزگی اور دل میں ہو دے اتقا
رحم کی چادر اوڑھا اور فضل کا جامہ پہنا
شفقت و رحمت کا برتاوا ہو خلقت سے سدا
ہر مریض خستہ جان کی میں کروں دل سے دوا
کوئی بھی صالح کبھی مجھ سے نہ ہو ہرگز خفا
ہو نہ تیرے دوستوں سے میرے دل میں کچھ دغا
بھائیوں کی میں کروں خدمت وہ دیں مجھ کو دعا
بغض سینے میں نہ ہو کینہ نہ ہو دل میں ذرا
اے خدا مجھ کو بنانا تو نہ نفسانی گدا
جز ترے کوئی نہیں بے آسروں کا آسرا
شکر کر سکتا نہیں تیرا کسی صورت ادا
حیف ہے صد حیف ہے آتی نہیں مجھ کو حیا
پھر بھی دروازہ نہیں تو بند کرتا رزق کا
کس قدر ہے بردباری تجھ میں اور کیسی حیا
اپنے فضل عام سے دیتا ہے تو مجھ کو شفا
کیونکہ میں تیرے عنایات و کرم بے انتہا
واسطے میرے بنائے تو نے یہ آب و ہوا
کام کرنے کے لئے مجکو دئے یہ دست و پا
بولنے کو دی زبان کی اسکو گویائی عطا
منہ دیا کھانے کو اور بخشا زبان کو ذائقا
دور ہو وے تاکہ اس عاجز سے ہر وہم و خطا
بے طلب بے مانگ کی تو نے ہر اک مجھ پہ عطا
چاند و سورج تو نے بخشے تاکہ پاؤں میں ضیا
تیری بخشش سے ہی سب کچھ ہم غذا و ہم دوا

کیسی کیسی بامزا خوراک دی تو نے مجھے
سیم و زر تو نے دیا موتی دئے ہیرے دئے
یہ زمین بخشی کہ تا پیدا ہو اس میں ہر اناج
دیدئے تو نے مجھے دنیا کے یہ لاکھوں درخت
یہ سمندر مجھ کو بخشے تا چلیں ان میں جہاز
ریل بخشی تو نے اور تو ہی نے موٹر کار دی
تو نے بخشے فضل سے یہ مال و دولت کے پہاڑ
یہ ہزاروں جانور میرے لئے پیدا کئے
بعض ہیں میری غذا اور بعض پر چڑھتا ہوں میں
دودھ دیتا ہے کوئی اور ہل چلاتا ہے کوئی
روح کے بھی واسطے طیار ہے اسباب عیش
یاد تیری روح کی بے شک غذائے پاک ہے
تیرے مرسل آئے سمجھانے کو میرے اے خدا
آئے دنیا میں ڈرانے کو مرے بیشک نذیر
جب ترے الطاف مجھ پر بڑھ گئے حد سے فزوں
اس کے صدقہ میں ہوا تیرا بہت مجھ پہ کرم
ہو محمدؐ پر مری جانب سے بس لاکھوں درود
کر کے پیدا تو نہ بھولا مجکو اے پروردگار
بھوک میں کھانا دیا اور پیاس میں پانی مجھے
گرمی و سردی کے سب اسباب بخشے اے کریم
جب پڑی گرمی کیا بارش سے تو نے مجکو سرد
مجھ کو بخشی تو نے بیوی خاندانی اور شریف
آل اور اولاد بخشی یار اور ہمدم دئے
مجھ کو مہدی سے ملایا ہو یہ اک فضل عظیم
وقت میں میرے کیا نازل مسیح احمدی
ہاتھ پر اس کے دکھائے تو نے وہ عالی نشان
بانٹتا تھا وہ خزانے لیگئے چالاک دست
وہ زمانہ خیر کا افسوس جلد ہی ہو چکا
اس کے سچے دوست جو ہیں ہیں وہ میرے یار غار
وہ خلیفہ مجھ کو بخشا جس کی سیرت نیک ہے
حامیٔ سنت ہے جو اور حافظ قرآن ہے
عابد و زاہد ہے ہم میں ہے [illegible] ہمسا نہیں
ناصر بیکس کی ہے یا رب یہی تجھ سے دعا
رحم کرتا ہے وہ سب پر تو بھی اس پر رحم کر
وہ کرم کرتا ہے خلقت پر تو کر اس پہ کرم
دشمنان دین کو ہم پہ نہ کرنا خندہ زن
کر ہمیں تو بامراد اور ان کو کردے نامراد
عرض بندہ کی یہ تھی مولا کرے اس کو قبول

شہد کھانے کو دیا اور دودھ پینے کو دیا
نعمتوں کا تیرے دروازہ کھلا ہے مجھ پہ وا
ہر طرف جاری ہے تجھ میں ایک چشمہ فیض کا
انسے تا حاصل کروں میں میوہ ہائے بامزا
اور ہر اک حاجت ہو میری ان کے باعث سے روا
فائدہ تو ہی نے بخشا مجھ کو ڈاک اور تار کا
جنمیں میرے واسطے ہر اک خزانہ ہے دیا
جن کی گنتی سے بھی ہوں ابتک تو میں ناآشنا
بعض دیگر خدمتیں کرنے میں بس صبح و مسا
کونسا ہے جانور جس سے نہیں کچھ فائدا
واسطے اس کے مہیا کی ہے روحانی غذا
پر مشقت جو عبادت ہے وہ ہو اس کی دوا
اور کلام پاک میرے واسطے نازل کیا
اور بشارت دینے کو آئے ہزاروں انبیا
تو نے بھیجا واسطے میرے محمدؐ مصطفےٰ
رحمتوں کے پھر تو دروازے کھلے بے انتہا
ہو سلام انپر مری جانب سے یارب دائما
وقت پر میری ہمیشہ تو مدد کرتا رہا
دکھ سہے میں نے جب تو نے عطا کر دی دوا
میں بڑھا جتنا ترا احسان بھی بڑھتا گیا
جب ہوئی گھٹش چلا دی تو نے بس ٹھنڈی ہوا
نیک خو اور نیک دل خدمتگذار و باوفا
فضل سے بخشا مجھے اپنے امام پارسا
کر نہیں سکتا میں اس کا شکر اے خالق ادا
اور کرم سے اپنے اس کے قرب کا رتبہ دیا
اس زمانہ میں کسی کو وہم ہی جس کا نہ تھا
جسقدر قسمت میں تھا مجھ کو بھی اتنا مل گیا
یاد کرکے وہ مزا ہوتا ہوں میں اب بے مزا
نیک بخت و بامروت نیک سیرت باحیا
جو اشاعت دین کی کرتا ہے ہم میں دائما
حاجی حرمین ہے امت کا جو ہے رہنما
ہم میں دنیا کی ملونی اسمیں ہے نور و ضیا
آجکل بیمار ہے دے اسکو دے جلدی شفا
وہ دوا کرتا ہے لوگوں کی تو کر اس کی دوا
کیونکہ ہے تو سب سے بڑھ کر باحیا و باوفا
مستعد میں حملہ کرنے کے لئے جو ہے وبا
اپنے نورالدین کو دیدے مرے مولیٰ شفا
دوستو! آمین کہو ناصر کی تم سن کر دعا

جلسہ مذاہب منعقدہ الہ آباد اور ہماری شمولیت

(از ڈاکٹر محمد حسین شاہ صاحب)

(گذشتہ سے پیوستہ)

نو- تاریخ جنوری کو پہلا دن جلسہ مذاہب کا تھا- پروگرام طبع ہوکر شائع ہُوا- اس میں شیوازم- ولشنوازم- بدھ مت- برھمو سماج آتش پرست- شاکت مت اور اسلام کی طرف سے مضامین پڑھے جانے تھے- اسلام کی طرف سے آج صرف خواجہ صاحب ہی وکیل تھے- باقی ہر ایک مذہب یا اُس کی شاخ کی طرف سے کئی ایک مضامین پڑھنے والے تھے- پروگرام کے مطابق ۱۲ بجے کے بعد کارروائی جلسہ شروع ہونے والی تھی ۱۱ بجے سے چند منٹ پہلے ہم پہنچگئے- میجر ڈاکٹر باسو اور رائے بہادر جنیانچند سکرٹریان جلسہ استقبالاً دروازہ پر کھڑے تھے یہاں ایک عالیشان ہال ہے جس کا کمپونڈ بہت وسیع ہے ہال میں کثرت سے کرسیاں بچھی ہوئیں تھیں- اور ایک عمدہ ڈیس تھا جس پر صدر جلسہ- سکرٹریان اور دیگر معززین نے بیٹھنا تھا- ہمارے آنے سے پہلے ڈیس کے ایکطرف راجہ صاحب قاسم بازار (بنگالہ) اور راجہ صاحب بیرس بیٹھے ہوئے تھے- مسٹر ستر بھی ڈیس پر تھے- ایک طرف (Piano) تھا تین ربابی سکھ بھی بھجن گانے کے لئے موجود تھے- ہال کے شمالی ونگ (Wing) میں لیڈیز کے لئے جگہ تھی اور جنوبی رویہ اخباروں کے رپورٹر تھے لیکن ہجوم خلقت اس قدر تو نہ تھا جتنا کہ جلسہ میں ہونا چاہئے مگر علم و فضیلت اور ضرورت کے لحاظ سے یہ جلسہ اعلیٰ پیمانہ پر تھا- بارہ بجے سے کچھ منٹ اوپر مہاراجہ صاحب دربھنگہ تشریف لائے جنکے لئے کل حاضرین جلسہ تعظیماً اُٹھ کھڑے ہُوئے اُن کے آجانے کے بعد باضابطہ طور پر بہ تحریک راجہ صاحب قاسم بازار اور بتائید راجہ صاحب بیرس مہاراجہ صاحب دربھنگہ صدر جلسہ تجویز ہُوئے جس کی بابت اُنھوں نے حسب معمول شکریہ ادا کیا- بھجن گائے جانے کے بعد ایک پادری صاحب نے دُعا کی اور کارروائی جلسہ شروع ہُوئی-

سر جارج ناکس جو استقبالی کمیٹی کے پریسیڈنٹ تھے اُن کی طرف سے خیر مقدم کی تقریر ہونی تھی لیکن چونکہ بہ سبب ہائیکورٹ کے نہ بند ہونے کے وہ تشریف نہ لا سکے- مسٹر سارداچرن متر سابق جج ہائیکورٹ کلکتہ نے نہایت ہی موزوں اور مختصر الفاظ میں حاضرین جلسہ اور مہمانان اور ڈیلی گیٹوں کا خیر مقدم کیا- اس کے بعد مہاراجہ صاحب دربھنگہ نے اپنا پریذیڈنشل ایڈریس پڑھنا شروع کیا- مہاراجہ صاحب نہایت ہی قابل- تعلیم یافتہ وسیع خیال کے انسان ہیں- اور گورنمنٹ اور قوم کے نزدیک خاص وقعت رکھتے ہیں اور عموماً معزز جلسوں کے پریسیڈنٹ ہوا کرتے ہیں- آپ کا ایڈریس عالمانہ تھا- آپ مورتی پوجن کے قائل ہیں اور ذات پات کے پابند جس کا فلسفہ آپ نے بتلایا- ہندو مذہب کی عظمت پر بھی چند الفاظ کہے- اور انسانی کمگتی کے تین مدارج پر بحث کی آپ کا ایڈریس توجہ سے سُنا گیا- اور متعدد مقامات پر چیرز بھی ہُوئے- آپ کے ایڈریس کے ختم ہونے پر شیوازم پر تقریر تھی اس میں یہ دکھلایا گیا کہ مہاراج شوجی اصلی جوگی نہ تھے جیسے کہ خیال کیا جاتا ہے بلکہ وہ ایک عظیم الشان سلطنت کے وارث تھے- البتہ اصلاح نفس کے لئے اُنھوں نے یوگ ریاضتاً کیا تھا- اور بڑی بڑی ریاضتیں اُٹھائیں شاید کیں آپکے بعد چونکہ اسوقت وشنوازم اور برھمو سماج کے وکلاء غالباً موجود نہ تھے- اس لئے مسٹر اسحاق اسرائیلی کو اپنا مضمون پڑھنے کے لئے بلوایا گیا- مسٹر اسحاق کا پرچہ واقعی قابلیت سے لکھا ہوا تھا اگرچہ ہمیں سمجھ نہیں آئی کہ جن وسیع خیالات کو اُنھوں نے ظاہر کیا وہ کہاں تک اسرائیلی مذہب کے ماتحت آسکتے ہیں اُن کے بعض حصوں پر چیرز بڑی مسرت کے ساتھ ہُوئے- لیکن ہمارے دوست سنکر حیران ہی نہ ہونگے بلکہ خوش بھی ہونگے کہ جو حصے مسٹر اسحاق کی تقریر کے مسرت افزا تھے اُن میں تتبع اُس مضمون کا تھا جو سابق جلسہ مذاہب کلکتہ میں حضرت قبلہ مولوی محمد علی صاحب کی طرف سے پڑھا گیا تھا- خواجہ صاحب فرماتے تھے کہ پچھلے سال جب ہم نے یہ مضمون پڑھا تو یہ اسرائیلی بھی موجود تھا- اور اُس نے دیکھا تھا کہ کن کن امور نے اہل بنگالہ کو ہماری تقریر پر لٹو کر دیا تھا- اس لئے مسٹر اسحاق نے اُسی بات کا تتبع کیا ہے- لیکن مشکل تو یہ ہے کہ آیا جس مذہب کو مسٹر اسحاق نے پیش کیا وہ یہودیوں کے مسلمہ عقائد بھی ہیں یا نہیں-

مسٹر اسحاق نے تسلیم کیا کہ کوئی قوم صداقت سے خالی نہیں اور ہر جگہ خدا کی طرف سے روشنی اور ہدایت آئی ہم حیران ہیں کہ مسٹر اسحاق کہاں سے اس تعلیم کو لے آئے- قرآن کریم نے بیشک اس وسعت نظری کو بتایا ہے- لیکن اسرائیلی تو خود ہی ابناء اللہ بنکر دوسروں کو غلام زادہ بھی نہیں بننے دیتے- بہرحال اس امر نے فیصلہ کر دیا کہ صداقت صداقت ہی ہے- اور وہی غالب آجاتی ہے- مسٹر اسحاق کے پرچہ کے بعد نصف گھنٹہ کے لئے جلسہ برخاست ہُوا لوگ ریفریشمنٹ کے طور پر کھانے پینے کے شغل میں لگ گئے اور ہماری جماعت خدا تعالیٰ کی جناب میں حاضر ہُوئی- مسٹر اسحاق کی اس کارروائی پر رنج بھی تھا اور خوشی بھی- خوشی اس لئے کہ چلو دفع الوقتی کے طور پر ہی ایک اسرائیلی نے اپنی تنگ خیالی کو چھوڑکر ہماری صداقت کو قبول کیا اور رنج اسپر کہ محض کالائے دیگراں سے مسٹر اسحاق نے اپنی تعریف کرالی- ان واقعات نے خاص اثر ہماری طبائع پر کیا اور ہم اپنی نمازوں میں اسوقت ایک عجیب خشیت اور خشوع و خضوع دیکھتے تھے- اور فتح اسلام کیلئے جو بفضلہ تعالیٰ احمدی ہاتھ پر ہونے والی تھی رو رو کر دعائیں مانگ رہے تھے- ہم ابھی نماز میں ہی تھے کہ جلسہ کا وقت شروع ہوگیا- نماز سے فارغ ہوکر اندر گئے ہماری کرسیاں پہلی قطار میں تھیں- لیکن اور حاضرین جلسہ وہاں آئے اس لئے خواجہ صاحب اور ماسٹر صاحب کو تو منتظمین نے ڈیس پر جگہ دی اور باقی احمدی اصحاب ہال کے وسط میں بیٹھ گئے- متواتر دو گھنٹہ تک پانچ پرچے یکے بعد دیگرے پڑھے گئے- لیکن یہ پانچوں کے پانچوں پرچے اگرچہ نہایت قابل ہاتھوں کے لکھے ہوئے تھے- پر اپنا کوئی خاص اثر حاضرین پر پیدا نہ کر سکے- حسب معمول پڑھنے والے ڈیس پر آئے اور اپنا مضمون پڑھکر چلے گئے سامعین میں سے نہ کسی نے کسی کے ساتھ کوئی انٹرسٹ ظاہر کیا اور نہ آثار مسرت پیدا ہُوئے-

آخری پرچہ شاکت پر تھا- یہ وہی مت ہے جو کل کائنات کو ماں کی شکل میں دیکھ کر عورت کے عضو تناسل کی پرستش کیا کرتا ہے- لیکن داور سے زمانہ اور اُس کی ترقی اس مذہب کو جنکی خاص عبادتیں حیا سوز اور عصمت و عفت کے لئے تباہ کن ہیں اُسے ایک تعلیم یافتہ گریجوایٹ فلسفیانہ رنگ میں پیش کر رہا ہے اور کس طرح جذبات اور خیالات کو اُکسا رہا ہے- ہم منتظر تھے کہ اب کوئی حکیمانہ جوازیت اُس پوجا کی بتلائی جاویگی جو شوراتری کی رات شاکتک لوگ کیا کرتے ہیں اور سمجھایا جاے گا کہ کس طرح خاص منتروں کے پڑھنے سے ایک معمولی انسان ایسا بلند ہو جاتا ہے کہ وہ فعل جو دوسروں کے لئے بمنزلہ گناہ کے ہوں اُن کے ارتکاب اُن کی ذات میں گناہ نہیں سمجھا جاسکتا- لیکن فاضل مضمون نگار نے اس مسئلہ پر روشنی ڈالنی پسند نہ کی ٹھیک اُسی طرح عمدہ الفاظ جمع کئے ہُوئے تھے- جیسے کہ پادری لوگوں کے سرمن میں ہوا کرتے ہیں شاکت مت کے

پرچے سے پہلے عیسائی مذہب پر ایک پرچہ پڑھا گیا۔ اگرچہ پڑھنے والے ایک یورپین پادری تھے۔ لیکن تلفظ اور لہجہ اس قدر خراب تھا کہ اچھے فصیح مضمون کا ناس ہو گیا۔ پادریوں کے مضامین میں حقیقت تو کچھ ہوتی ہی نہیں۔ ہاں عمدگی زبان اور شستگی الفاظ ضرور ہوتی ہے۔ لیکن بھلا ہو اس پڑھنے والے کا جنے مضمون کی رہی سہی حیثیت بھی بگاڑ دی

اب پونے چار بجگئے اور تمام ہال پر ایک قسم کی اُداسی چھارہی تھی۔ کیونکہ پہلے وقت میں کچھ تو ابتداء جلسہ کی تھی اور کچھ اسرائیلی مضمون دلچسپی سے خالی نہ تھا اور اسوقت جیسے ہی ہم دوبارہ جمع ہوئے بہت ہی بے لطفی رہی۔ اس لئے منتظمین جلسہ میں سے بعض کا خیال تھا کہ آج کی کارروائی بند ہو جاوے۔ پروگرام میں صرف دو نام باقی تھے ایک خواجہ صاحب کا اور ایک اور کسی ہندو مذہب کے کسی فرقہ کے متعلق کسی بنگالی مہاشہ کا۔ سکرٹری صاحب نے خواجہ صاحب کا نام اتفاقاً لیا اور خواجہ صاحب کی شکل کو جوں ہی مہاراجہ صاحب نے دیکھا غالباً اُن کو کلکتہ والا سماں یاد آگیا ہوگا فوراً اُن کا خیال بدل گیا۔ اور یہ فیصلہ ہوا کہ خواجہ صاحب کا مضمون سن لیا جاوے۔ اور پھر آج کا جلسہ ختم ہو۔

خواجہ صاحب نے ڈیس پر آکر کلمہ شہادت کیا پڑھا کل سامعین کا رنگ بدل ڈالا۔ بیضوی شکل کا ہال اُسپہ اُس کی بلند چھت خواجہ صاحب کا ماشاء اللہ بلند آواز ہونا تو پہلے سے ہی مسلم ہے لیکن کلمہ شہادت آپ نے بلند سے بلند آواز میں پڑھا خدا کی شان ہے کہ کس طرح اُن دیواروں میں کلمہ کی گونج ہوئی غالباً جب سے یہ ہال بنا ہوگا آج پہلے دن اس عمارت نے خدا کا کلمہ سُنا ہوگا۔ کلمہ شہادت کے بعد خواجہ صاحب نے درود شریف بھی اُسی زور شور سے پڑھا اور اُس کے بعد پریسیڈنٹ اور حاضرین جلسہ کو بزبان انگریزی مخاطب کیا اور کہا کہ مضمون پڑھنے سے پہلے میں بتلاؤں کہ میں کون ہوں آپ نے کہا کہ میں اسلام کے فرقہ احمدیہ سے تعلق رکھتا ہوں۔ یہ فرقہ جناب حضرت مرزا غلام احمد صاحب رئیس قادیان نے گذشتہ صدی کے آخری دس سالوں میں قائم کیا اس فرقہ اور دیگر فرقہ ہائے اسلام میں اصولاً کوئی اختلاف نہیں صرف ایک امر میں اختلاف ہے۔ ہمارے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک پیشینگوئی کی ہے کہ آخری زمانہ میں اسلام کی تجدید کے لئے ایک مسیح موعود آویگا۔ اور ہم احمدیوں نے اس پیشینگوئی کا مصداق احمدیہ فرقہ کے مقدس بانی کے وجود مسعود کو قبول کیا ہے۔ اس کے بعد آپنے اپنا پرچہ جو انگریزی میں تھا پڑھنا شروع کیا۔ پرچہ کا آغاز اسلام کی تعریف سے تھا۔ آپ نے اسلام کی تعریف بقول آیہ کریمہ

قولوا امنا باللہ وما انزل الینا وما انزل الی ابراھیم واسمٰعیل واسحٰق ویعقوب والاسباط وما اوتی موسیٰ وعیسیٰ وما اوتی النبیون من ربھم لا نفرق بین احد منھم ونحن لہ مسلمون

ایک ایسے وسیع پیمانہ پر کی کہ جس وقت اُس تعریف کی تائید میں آپ نے آیت بالا پڑھکر اُس کا ترجمہ کیا کل کے کل حاضرین پھڑک اُٹھے اور ایک مسرت کا اظہار بلند چیرز میں ہُوا۔ پھر کیا تھا وہ سارے دن کی بے لطفی جس نے چیرز کا دروازہ بند کر رکھا تھا کھولدیا اور اس قدر چیرز اس مضمون پر ہوئیں کہ سارے دن کی کسر حاضرین جلسے نے نکالدی۔ ایک جوش مسرت تھا جو ہر ایک کے چہرہ پر نظر آرہا تھا۔ لوگوں کی باچھیں کھلی جارہی تھیں۔ اور بعض کی آنکھوں میں خوشی سے آنسو بھر آئے۔ اللہ اللہ کیا عجیب نظارہ تھا کہ ایک مسیح ناصری کے پیرو اپنے مطاع کی صداقت قائم کرنے کے لئے کل دُنیا کے راستبازوں کو چور ڈاکو بٹ مار اور بدچلن قرار دیتے ہیں اور دوسرے مسیح کا نام لیوا اپنے آقا کی صداقت قائم کرنے کے لئے دُنیا کے ہر ایک راستباز اور مقدس معلم کو وہ عزت دے رہا ہے جس کا وہ مستحق ہے خواجہ صاحب کے مضمون پڑھے جانے کے وقت یہ سمجھ نہ آتی تھی کہ سامعین کل کے کل احمدی اور مسلمان ہیں یا غیر مسلم۔ کسی احمدی کو اُسوقت کیا خوشی ہوسکتی ہے یا وہ جوش وخروش کیا دکھلا سکتا ہے جو وہاں ہر ایک اہل جلسہ دکھلا رہا تھا۔ اور عجیب بات یہ ہے کہ خواجہ صاحب کے مضمون میں بعض حصے ایسے تھے جنکے متعلق اُن کو خطرہ تھا کہ شاید یہ جلسہ کے مطابق نہ سمجھے جاویں۔ یا منتظمین جلسہ اُس حصہ پر معترض ہوں۔ لیکن عجب شان ربی ہے کہ انھیں فقروں پر اور انھیں مطالب کے اظہار پر زیادہ سے زیادہ خوشی کا اظہار ہُوا۔ خواجہ صاحب کے عین مقابل ایک نیک اور وسیع دل کا سکھ جنٹلمین بیٹھا ہُوا تھا وہ سکھ تو ہمہ تن مسرت ہو رہا تھا جسوقت فاضل لیکچرار نے چھٹی صدی مسیحی کا نقشہ کھینچکر دکھلایا کہ اسوقت زمانہ بدکاری کے نقطہ خیال پر پہنچا ہُوا تھا اور چاہتا تھا کہ ہر ملک میں الگ نبی آجاویں۔ یا ایک ہی زبردست نبی آکر کل دُنیا کی بدکاریوں کا علاج کرے۔ اور پھر اس امر کو دکھلا کر کہ ان ان وجوہ سے ہر ملک میں الگ الگ نبی آنا درست نہ تھا اور حکمت بالغہ اسی امر کی مقتضی تھی کہ ایک ہی نبی آوے جو کل دنیا کا ہادی ہو۔ اس لئے وہ نبی آیا اور اُس جگہ آیا جو اُس وقت کی معلومہ دنیا کا مرکز تھا۔ اب اس فقرے پر سب سے پہلے اُسی شریف طبع سکھ نے اظہار مسرت کر کے اپنے اتباع میں چیرز سے ہال کو گونجا دیا۔ اصل بات یہ ہے کہ خدا ہی قلوب پر تسخیر کر لیتا ہے۔ اور انسان کی کیا مجال ہے کہ وہ مشیت ایزدی کے خلاف کہہ سکے

عجیب بات ہے کہ خواجہ صاحب تو کہیں کہ حضرت مرزا صاحب ان ان حالات کے ماتحت مسلمانوں کے لئے مہدی اللہ اور عیسائیوں کے لئے مسیح اور ہندوؤں کے لئے کرشن ہو کر آئے اور بنگالی کل کے کل اور اُن کے اتباع میں دیگر اہل ہنود جوش کے مارے اُچھل اُچھل پڑے۔ بجائے اس کے کہ وہ اسکو ایک بے ادبی کا کلمہ کرشن مہاراج کی شان میں سمجھیں یہی فقرہ اُنکی خوشی اور مسرت کا موجب ہو۔ گویا اُسوقت حضرت اقدس مرزا صاحب کا دعوی کرشن کرنا اہل بنگالہ کی دلی آرزو کو پورا کرتا ہُوا نظر آتا تھا۔ اُسی طرح جب خواجہ صاحب نے مکالمہ اللہ اور الہام کے فلسفہ پر بحث کر کے یہ دکھلانا چاہا کہ الہام کا پانا ایک کمال انسان ہے اور اگر مادی ترقیات میں زمانہ آئے دن ایڈیسن برشل اور نیوٹن پیدا کرتا ہے اور پیدا کرتا رہیگا تو روحانیت میں یہ کیوں محال سمجھا جاوے کہ آئے دن مسیح کرشن رامچندر اور بدھ پیدا نہوں۔ کسی اور وقت میں شاید یہ فقرہ سناتنی خیال والے کو تکلیف دیں لیکن اسوقت تو ہوا بندھی ہوئی تھی۔ یہ فقرہ تو پرلے درجہ کا حکیمانہ اور عرفان سے معمور فقرہ تھا۔ کوئی سخت سے سخت بات بھی خواجہ صاحب کہہ گذرتے تو وہ محبت اور خوشی سے برداشت ہوتی۔ مجھے بار بار وہ بنگالی چہرے یاد پڑتے ہیں جو ڈیس پر تھے۔ اور جسوقت مضمون پڑھتے پڑھتے خواجہ صاحب اُن کی طرف دیکھیں وہ آنکھوں آنکھوں میں ہی خواجہ صاحب کو کہدیں کہ مضمون کو پڑھے جاؤ اور برابر پڑھے جاؤ اور جو دل میں آتا ہے کہے جاؤ۔

خواجہ صاحب کے لیکچر کا آخری حصہ نہایت ہی پُر زور اور زبردست تھا۔ اگرچہ اس میں عیسائیت کی طرف تو اشارہ نہ تھا۔ لیکن نہایت ہی معقول اور فلسفیانہ طریق پر اس میں عیسائیت کی تردید تھی اور وہ حصہ اس امر کو ثابت کرتا تھا کہ وہ ریشنل ازم جو اسوقت یورپ میں عیسائیت کو کھا کر دلوں پر حکومت کر رہا ہے اُس کے اصل اصول قرآن کریم سے مستخرج ہوئے ہیں اس کا خاص اثر یورپ

پرادیورپین مشنری لیڈیز پر پڑا اُن کا چہرہ بالکل پھیکا سا پڑگیا۔ غرض اس خاتم التقاریر تقریر نے سارے دن کی کوفت کو کو دور کر دیا۔

خواجہ صاحب نے تقریر ختم کی تو فوراً مہاراجہ صاحب دربھنگہ بیساختہ ہوکر اپنی کرسی صدارت سے اُٹھکر کھڑے ہوئے اور خواجہ صاحب کو مبارکباد دینے کے لئے بغرض مصافحہ آپنے ہاتھ بڑھایا۔ ایک صوفی مزاج احمدی پر مہاراجہ صاحب دربھنگہ کیا اُس سے بھی کئی گنا بڑھکر عظیم الشان انسان کا مصافحہ کرنا کیا اثر کر سکتا تھا۔ لیکن اس امر کو دیکھ کر کہ یہ فعل جو مہاراجہ صاحب نے کیا تمام کارروائی جلسہ میں اُسنے نہ پہلے نہ بعد میں ظہور پذیر ہُوا۔ اور اسبات کے ثبوت میں تھا کہ المسیح الموعود کا ادنیٰ غلام کس طرح اسلام کی تبلیغ کر کے مخالفان اسلام کے دلوں پر قابو پالیتا ہے۔ ہمارے لئے خدا تعالیٰ کے احسانات کو شمار کرنیکا باعث ہُوا۔ مہاراجہ صاحب کی اس مثال کی پیروی قریبًا تمام معززین نے کی جو ڈیس پر بیٹھے ہوئے تھے۔ چاروں طرف سے مبارک سلامت کی آواز اور اشارے آئے جلسہ اس کے بعد برخاست ہُوا اور خواجہ صاحب سینکڑوں ناواقف لوگوں سے ہاتھ ملاتے ہُوئے باہر آئے۔ کئی معززین نے اپنے کارڈ اُن کو دئے۔ مسٹر جسٹس متر بھی اتفاق سے باہر آئے اور بعید اظہار خوشی کے بعد دوبارہ مبارکباد دی۔ اور کہا کہ ہندو مسلمانوں کی مصالحت کے لئے جو ہندو مسلم کانفرنس شروع ہوئی ہے اگر بیس ایسی کانفرنسیں بیٹھیں تو اُن بیس کانفرنسوں سے وہ نہ ہوسکیگا جو آپ کے ایک اس آدھ گھنٹے کے پرچے سے متوقع ہوسکتا ہے۔ ہمارے احباب اس بات کو سُنکر اور بھی خوش ہونگے کہ ان دنوں پروفیسر سٹنلے ہنٹر ایک یورپین فاضل ہندوستان کا دورہ کر رہے ہیں اور اُن کا تعلق امریکہ کے ایک مشہور و معروف رسالے سے ہے اور آپ اُس رسالے کے نامہ نگار کی حیثیت میں اس جلسہ مذاہب میں شریک ہُوئے تھے۔ پروفیسر صاحب نے خواجہ صاحب سے ملنے کی التجا کی اور بوقت ملاقات کہا کہ آپ کے مضمون کی کاپی تو میں نے لی ہے اور یہی ایک مضمون ہے جو اس سارے جلسہ کی جان ہے یہی رسالہ میں نکلیگا۔ لیکن اس دلچسپ مضمون کے ساتھ اس کے مصنف کا فوٹو بھی چاہیئے۔ خواجہ صاحب نے پروفیسر صاحب سے وعدہ کیا کہ وہ لاہور جاکر پروفیسر صاحب کو اپنا فوٹو بھیجینگے۔

(باقی آئندہ)

پتہ ہمارے دوست میاں احمد دین صاحب ٹھیکیدار ساکن شہر سیالکوٹ محلہ جھنڈانوالہ جنھوں نے حال میں حضرت صاحب کی بیعت کی ہے اپنے احباب کو اطلاع کرتے ہیں کہ انکا موجودہ پتہ یہ ہے گوگھار اگلس۔ پٹ ایبٹ آباد

کانوکیشن آف ریلیجنز کا دوسرا اجلاس

جو بات اس جلسہ میں نہایت ہی قابل افسوس تھی وہ وہی غفلت اور سستی برادران اسلام کی تھی جو تمام معاملات میں ہماری قوم کو تباہ کر رہی ہے۔ بھلا ہم دُنیا کے اور معاملات میں تو سب سے پیچھے رہ گئے تھے۔ لیکن ایک مذہب تھا جس کی حفاظت پر ہمیں ناز تھا۔ لیکن تجربہ نے ثابت کر دیا کہ وہ ادبار قومی جو ہماری سوسائٹی کو تمدن کی ہر ایک شاخ میں کھا رہا ہے اس سے ہمارا مذہب بھی بچا ہوا نہیں۔ اللہ اللہ یہ مذہبی جلسہ ہندوستان جیسے ملک میں جہاں علماء نے ایک دوسرے کی تکذیب و تکفیر و تذلیل میں دفتروں کے دفتر سیاہ کر دئے ہیں اور انعقاد پائے۔ اس موقع پر کوئی بھی صداقت اسلام کو قائم اور ثابت کرنے کے لئے نظر نہ آئے۔ اگر پہلے جلسہ مذاہب میں جو بمقام کلکتہ منعقد ہُوا بسبب دُوری کے علما کی شرکت کا موقع نہ تھا تو یہاں تو وہ وقت نہ تھی پھر مسلمان علما کیوں شریک نہوئے جلسے میں عام طور پر مسلمان خال خال ہی نظر آتے تھے۔ چاروں طرف ہال کے بنچ اور کرسیاں ہندو اور عیسائی احباب سے بھری ہوئی تھیں۔ حاضرین جلسہ میں شاید بیسواں حصہ بمشکل مسلمانوں کا ہوگا۔ یہ حالت ہے اس قوم کے لوگوں کی جن کی بابت ہم سمجھ رہے تھے کہ انھوں نے دین کی خاطر غالبًا دُنیا سے عدم توجہی کر رکھی ہے۔ خدا تعالیٰ کا یہ بھی فضل ہے کہ اس موقعہ پر مسلمانوں کی طرف سے دو پرچے پڑھے گئے اور خوش قسمتی سے وہی دو پرچے مسلمۂ ہمارے جلسے کے روح رواں قرار پائے۔ ایک پرچہ مولوی محمد علی صاحب ایم اے ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز قادیان کی طرف سے تھا جو نہایت فصیح و بلیغ انگریزی میں تھا۔ اور یورپین حاضرین جلسہ نے بھی اُسکو سُنکر یہی کہا کہ غالبًا اس کے برابر کوئی پرچہ نہ لکھا گیا ہوگا۔ اس میں اسلام اور ارکان اسلام کے حکیمانہ فلسفہ اور قرآن کی وسیع اور جامع تعلیم کا ذکر تھا پرچہ کیا تھا گویا دریا کوزہ میں بند کر دیا گیا تھا۔ یہ پرچہ کارروائی جلسہ کے دوسرے دن پڑھا گیا اور یہی ایک پرچہ تھا جو نہایت توجہ اور مسرت کے ساتھ اہل جلسہ نے بلا تمیز مذاہب سُنا اور جس پر سب نے اظہار مسرت کیا۔ ورنہ باقی پرچے عمومًا معمولی توجہ سے سنے گئے۔ پہلے دن میں ہندو مذہب کے دو مختلف شاخوں پر پرچے پڑھے گئے اور یہودیوں کی طرف سے مسٹر اسحاق کا پرچہ قابل تعریف رہا۔ لیکن جس پرچے نے ایک عام خوشی کل اہل جلسہ میں پیدا کر کے تھوڑے تھوڑے وقفہ پر ہال کو چیرز کے نعروں سے گونجا دیا وہ یہی آخری پرچہ تھا۔ اور ایک ایسے وقت میں پڑھا گیا جب اہل جلسہ سارے دن کی کوفت سے تھک چکے تھے۔ پرچہ میں یہ دکھلایا گیا تھا کہ کس طرح حقیقی اور سچا مذہب اسلام جو فطرت انسانی کے مطابق ہے۔ ابتدا سے وقت سے چلکر مختلف مقدس ملہمین اور مرسلین کے ذریعہ مختلف ممالک میں تبلیغ کیا گیا۔ اور کس طرح ایسے وقت میں جب کل اجزا دنیا کے پیوستہ ہونے کے قریب تھے اس مذہب نے اپنی مکمل شکل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم اور نئے مذہب کی صورت میں اختیار کی۔ خواجہ کمال الدین صاحب وکیل چیف کورٹ پنجاب اس پرچے کے لکھنے والے تھے۔ اور آپ نے آہستہ آہستہ مختلف واقعات کو پیش کر کے اور باقی کل مذاہب کو اپنی اصلی شکل میں خدا کی طرف سے مان کر حاضرین کو اس موقع پر پہنچا دیا جہاں انھیں مذہب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری اور ناطق ماننے کے سوا کچھ چارہ ہی نہ رہا تھا۔ یہ پرچہ نہایت وقعت کی نگاہ سے دیکھا گیا تھا۔ اور جلسہ مذاہب کے اغراض کو پورا کرنے والا ثابت ہُوا۔ منتظمین جلسہ نے ان اسلامی پرچوں کی خوبیوں کو نہایت فراخدلی سے قبول کیا خواجہ صاحب جس وقت پرچہ کو ختم کر چکے تو مہاراجہ بہادر دربھنگہ پریسیڈنٹ جلسہ نے کرسی صدارت سے اُٹھ کر وکیل اسلام سے مصافحہ کیا۔ اور جسٹس سارداچرن متر اور دیگر ہندو اصحاب نے انکو اس پرچہ پر مبارکباد دی جسٹس متر نے یہ بھی کہا کہ ہندو مسلمانوں کی بیس کانفرنسیں وہ کام نہیں کر سکتیں جو ایک پرچہ کر سکتا ہے۔ نہایت معتبر ذرائع سے سُنا گیا ہے کہ امریکہ کے ایک معزز پرچہ کے نامہ نگار نے جو اس کانفرنس مذہبی کی شرکت کے لئے آئے ہوئے تھے ان اسلامی پرچوں کو پسند کر کے۔ لکھنے والوں کے فوٹوؤں کو چھاپنے کا ارادہ کیا ہے۔ الحمد للّٰہ یہ نہایت ہی خوشی کا مقام ہے کہ اس جلسہ میں اسلام کی فتح ہوئی۔ خواہ کسی کے ہاتھ سے ہو

(از زمیندار پیسہ اخبار)

پشتو تقریر حضرت خواجہ کمال الدین صاحب اطلاع فرماتے ہیں کہ انھوں نے پشتو میں جو تقریر جلسہ کے موقع پر کی تھی وہ عنقریب چھپ کر طیار ہوجائیگی

مولوی ثناء اللہ صاحب ایڈیٹر اہلحدیث کے جوابات پر ایک تنقیدی نظر

پرچہ اہلحدیث مورخہ ۲۱ اکتوبر ۱۹۱۰ء کے ایڈیٹوریل کالمز میں ضمناً مجددین کا ذکر کرکے اما سنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر حملہ کیا گیا تھا اس پر میں نے بدر مورخہ ۱۵- دسمبر ۱۹۱۰ء میں چھ سوالات شائع کرائے تھے - اور اُن کے جواب لکھنے کی ایڈیٹر اہلحدیث سے درخواست کی تھی ایڈیٹر صاحب موصوف نے اُن سوالوں کے جواب اہلحدیث مورخہ ۶- جنوری ۱۹۱۱ء میں شائع فرمائے ہیں- چونکہ مجھکو اُن جوابوں میں ایڈیٹر صاحب کی کئی کمزوریاں اور غلط فہمیاں نظر آئیں لہذا یہ مضمون ہدیہ ناظرین کیا جاتا ہے- ناظرین کیخدمت میں التماس ہے کہ وہ براہ مہربانی مضمون مندرجہ اخبار بدر مورخہ ۱۵- دسمبر ۱۹۱۰ء کو سامنے رکھکر مولوی ثناء اللہ صاحب کے جوابوں کو بچشم عبرت و بنظر انصاف ملاحظہ فرمائیں - اور اسکے ساتھ ہی اسلامی مناظر شیر پنجاب اور اہلحدیث کے مشہور و مقتدر لیڈر کے شریفانہ و مہذبانہ طرز تحریر سے اہلحدیث کی پاک فطرت اور اخلاقی حالت کا بھی پتہ لگائیں-

(۱) مولوی ثناء اللہ صاحب میرے پہلے سوال کے جواب میں یوں رقمطراز ہیں:

"اہلحدیث - حدیث مع ترجمہ کے اوپر لکھ چکا ہوں "ہر صدی کے سر پر" اس لفظ کی تفسیر میں چونکہ اختلاف ہے کہ صدی کا پہلا حصہ مراد ہے یا آخر- ملاحظہ ہو- (مرقاۃ شرح مشکوۃ) اس لئے میں نے مجمل سا لفظ لکھدیا"

تنقید- شکر ہے کہ مولویصاحب نے یہ امر تسلیم فرمالیا کہ اللہ تعالیٰ اُمت محمدیہ کے لئے ہر صدی کے سر پر ایسے لوگ پیدا کریگا جو دین کو تازہ کرینگے - اور ۲۱- اکتوبر ۱۹۱۰ء کے پرچہ اہلحدیث میں خود آپنے مجمل سا لفظ "ہر صدی کے اندر" لکھدیا تھا- اُس کی تنقیح یا مولویصاحب کے مسلک پر) اُس کی تفصیل فرمادی- مگر افسوس کہ مولویصاحب نے اسبارہ میں اپنے مذہب مختار سے اطلاع نہیں بخشی کہ مجدد شروع صدی میں ہوا کریگا یا اخیر صدی پر- اُمید ہے کہ مولویصاحب تکلیف گوارا کرکے سوال کے اس ضروری حصہ کا جواب بھی تحریر فرمائینگے - اور نیز اس امر پر مزید روشنی ڈالینگے کہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جس صدی میں تشریف رکھتے تھے وہ صدی اس پیشینگوئی کے مفہوم میں داخل ہے یا اُس سے خارج - اور بعثت مجدد سے مراد پیدائش ہے یا منصب تجدید پر ماموریت-

(۲) مولوی ثناء اللہ صاحب دوسرے سوال کے جواب میں حسب ذیل تحریر فرماتے ہیں:-

"اہلحدیث - اس سوال کا جواب خود ایک حدیث شریف میں ہے بہتر ہے کہ بجائے اپنا جوابدینے کے ہم وہی حدیث نقل کردیں- غور سے سنئے "فطوبےٰ للغرباء الذین یصلحون ما افسد الناس من سنتی" یعنی جو لوگ میری بگڑی ہوئی سنت (نبوی) کو سنواریںگے یعنی لوگوں سے بدعات دور کرکے اصل سنت پر انکو لادینگے اُنکو مبارک ہو- گو اس حدیث کا سیاق مصلحین کی خوشخبری کے لئے ہے مگر ضمناً مجددین کے آنے کی علت یہی سمجھی جاتی ہے- کہ وہ لوگوں کے خیالات فاسدہ کی جو کتاب و سنت کے مخالف ہونگے اصلاح کرنیکو آئینگے جو پیغمبر اسلام علیہ السلام قرآن و حدیث میں صاف صاف چھوڑ گئے تھے- یہانتک کہ وہ یہ بھی نہ کہینگے جو مجھکو مانیگا وہی نجات پاویگا- جو منکر ہوگا وہ کافر ہوگا- کیونکہ ایسا کہنے سے اُن کی شخصیت کا دخل اسلام میں ہونا لازم آتا ہے- مگر مجددین ایسا نہ کرینگے- بلکہ وہ محض اتباع سنت لوگوں کو سکھادینگے- جس کی مثال مولانا اسمٰعیل شہید اور مولوی سید نذیر حسین صاحب وغیرہ رحمہم اللہ علیہم ہیں"

تنقید- مولوی صاحب کے جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ مجددین سے مراد مصلحین و معلمین دین مثل سید نذیر حسین وغیرہ ہیں- اور اُن مصلحین و معلمین کے آنے کی علت اور تجدید دین سے مراد اصلاح فساد اُمت و تعلیم اتباع سنت یعنی اماتت بدعت و احیائے سنت ہے- مگر میں افسوس کیساتھ یہ عرض کرنے پر مجبور ہوں کہ مولوی صاحب نے تجدید دین کا مطلب اماتت بدعت و احیائے سنت سمجھکر مولوی سید نذیر حسین وغیرہ کو مجدد قرار دیا ہے- اس سے مترشح ہوتا ہے کہ انھوں نے حدیث زیر بحث کا مطلب صحیح طور پر نہیں سمجھا- کاش مولویصاحب کلمات نبویہ میں تدبر سے کام لیتے اور مجددین سلسلہ اہل سنت و جماعت کے پاک سوانح پر ایک غائر نظر ڈالتے تو پیشگوئی کی حقیقت اُنپر ضرور کھلجاتی - اور ایسی فاش اور عامیانہ غلطی اُنسے ہرگز سرزد نہوتی- حدیث کے الفاظ باواز بلند پکار رہے ہیں کہ مجددین سے مراد ایسے مقدس اور مطہر وجود ہیں جو روح القدس سے تائید یافتہ ہوکر مامور من اللہ و مؤید من السماء کی حیثیت سے خلعت مجددیت زیب تن کرکے خلافت راشدہ کے مسند پر بیٹھکر نائب الرسول و وارث النبی کے اختیارات نافذ کرتے ہوئے تجدید دین متین کی خدمت انجام دیں- عامہ مصلحین و معلمین کی یہ شان نہیں کہ مجدد ایسے گرانقدر اور عظیم الشان خطاب کا زریں تاج اُن کے سر پر رکھا جائے ؎

کلاہ خسروی و تاج شاہی ؛ بہر کل کے رسد حاشا و کلا

کیونکہ عامہ مصلحین و معلمین کا وجود صرف راس اُمۃ یعنی **سر صدی** کیساتھ مخصوص نہیں بلکہ اس قسم کے علماء جو امر معروف و نہی عن المنکر میں ہمہ تن مستغرق ہوکر مسلمانوں کو شرک و بدعات سے بچانے اور سنت نبوی کا متبع بنانے کے لئے حتی الامکان کوشش کرتے رہتے ہیں- صدر اسلام سے ابتک ہر زمانہ میں موجود چلے آتے ہیں اور آئندہ بھی قیامت تک یہی سلسلہ رہیگا- چنانچہ حدیث نبوی "لا یزال من اُمتی قائمۃ بامر اللہ لا یضرھم من خذلھم ولا من خالفھم حتی یاتی امر اللہ وھم علی ذلک" (متفق علیہ) اسپر شاہد ناطق ہے پس مجددین سے مراد اگر ایسے مصلحین ہیں جیسے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے سمجھ رکھے ہیں تو حدیث زیر بحث میں راس مائۃ یعنی سر صدی کی قید سراسر بیکار اور بالکل فضول و بےمعنی قرار پاتی ہے - لیکن حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام معجز نظام میں ایسا نقص ہرگز نہیں ہوسکتا- اسلئے ثابت ہوگیا کہ مولویصاحب نے حدیث مجددین کا جو مطلب سمجھا ہے وہ یقیناً غلط ہے-

مولویصاحب نے جس حدیث سے استدلال کیا ہے وہ مسلم میں اس طرح مروی ہے- قال رسول اللہ صلعم بدء الاسلام غریبا وسیعود کما بدا فطوبیٰ للغرباء یعنی رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ اسلام کی ابتدا حالت غربت میں ہوئی اور پھر وہ اُسی حالت کو پہنچ جائیگا- پس غرباء کو مبارک ہو- اور ترمذی میں یہ حدیث اس طرح آئی ہے- "ان الدین بدء غریبا ویسعود کما بدء فطوبیٰ للغرباء وھم الذین یصلحون ما افسد الناس من بعدی من سنتی" مولانا اسمٰعیل صاحب شہید کی کتاب تذکیر الاخوان میں اس حدیث کا ترجمہ معہ فائدہ حسب ذیل درج ہے- بیشک دین ظاہر ہوا مسافر اور اب ہوجاویگا جیسا پہلے ظاہر ہوا تھا- سو کیا اچھا حال ہے مسافروں کا اور وہ وہ لوگ ہیں جو سنوارتے ہیں جو بگاڑا لوگوں نے میرے بعد میری سنت میں- ف- یعنی آخر زمانہ میں اصل اسلام اور دین حق کی باتیں ایسی ہوجائینگی جیسے مسافر ہوتا ہے کہ اُس کو کوئی نہیں پہچانتا اور لوگ اُس کو بیگانہ جانتے ہیں- اور ابتدا دین میں بھی اسلام کو کوئی نہیں جانتا تھا اور عرب کے کافر مسلمانوں کو انگشت نما کرتے تھے ویسے ہی اخیر زمانہ میں دین اسلام کی اصل باتوں کو کوئی نہیں پہچانیگا- اور مسلمانوں کو لوگ انگشت نما کرینگے- تو کیا اچھا حال ہوگا اُن لوگوں کا جو بدعت کو مٹادیں اور سنت کو جاری کریں- جو سنت جاری نہ رہی- اور بدعتیوں نے جو اسلام میں نئی نئی باتیں نکالکر دین کو بگاڑدیا اُسکو سنوار کر درست کرتے ہیں- ترجمہ تذکیر الاخوان مطبوعہ مطبع فاروقی دہلی ۱۲۹۵ھ

مولانا اسمٰعیل شہید کی اس عبارت سے ثابت ہوا کہ حدیث فطوبیٰ للغرباء جس سے مولوی ثناء اللہ صاحب نے استدلال فرماکر مجددین کو عامہ مصلحین کی طرح ٹھہرایا اور مولوی سید نذیر حسین

صاحب وغیرہ کو مجدد بتایا۔ اور ضمناً اپنی ذات ستودہ صفات کے لئے بھی منصب مجددیت کا امکانی نقشہ جمایا) صرف اخیر زمانہ سے تعلق رکھتی ہے اور الفاظ حدیث اور واقعات زمانہ بھی مولانا اسمعیل صاحب کے بیان کی تصدیق کرتے ہیں۔ لیکن اگر ہم بپاس خاطر مولوی ثناء اللہ صاحب حدیث فطوبےٰ للغرباء میں مجددین کو داخل کریں تو پھر لفظ الغرباء کے وہ معنی لینا ضروری ہونگے جو نواب صدیق حسن خانصاحب اپنی کتاب المقالۃ النصیحۃ فی الوصیۃ والنصیحۃ مطبوعہ مطبع مفید عام آگرہ کے صفحہ ۱۱۵ و ۱۱۶ میں لکھے ہیں اردو یہ ہیں۔

"و انا انجملہ رویائے حسنہ و منام صالحہ از مردنیکو کار است آنحضرت صلعم فرمود الرویا الحسنۃ من الرجل الصالح جزء من ستۃ واربعین جزء من النبوۃ و نیز فرمود ولن یبقی بعدی من النبوۃ الا المبشرات فقالوا وما المبشرات یا رسول اللہ قال الرویا الصالحۃ یراھا الرجل الصالح او تری لہ جزء من ستۃ واربعین جزء من النبوۃ و بہ فسر قولہ تعالیٰ لھم البشری فی الحیٰوۃ الدنیا در قول جمیل گفتہ مراد برویا و صالحہ رویت آنحضرت صلعم است و منام یا رویت جنت و نار یا رویت صالحین و انبیاء یا رویت مشاہد متبرکہ ہمچو بیت اللہ و مسجد رسول اللہ صلعم و بیت المقدس۔ و رویت وقائع آیہ مستقبلہ کہ مطابق رویت واقع شود۔ یا وقائع ماضیہ چنانچہ بودہ است و رویت انوار و طیبات ہمچو شرب لبن یا عسل و سمن چنانکہ در کتاب الہ ویا از اصول مذکور است و رویت ملائکہ چنانکہ در حدیث آمدہ ان رجلا کان یقرء القرآن ذات لیلۃ فظہرت ظلۃ فیھا امثال المصابیح الیٰ آخر القصۃ و رویت نبوی صلعم منامات است زیراکہ در حدیث آمدہ کہ ہرکہ مرا در خواب دید وے۔ فی الواقع مرا دید زیراکہ شیطان در صورت من نمے تواند برآمد.... و از انجملہ فراست صادقہ و خاطر مطابق واقع است و در جزاست از سید البشر صلعم اتقوا فراسۃ المومن فانہ ینظر بنور اللہ مراد بفراست راست حدس صائب ست و مجملاں اجابت دعا و ظہور مطلوبش از جانب او تعالیٰ است بنابر جد ہمت و صدق طویت او دباین جانب اشارت ست در حدیث رب اشعث اغبر ذی طمرین لا یوبہ لو اقسم علی اللہ لابرہ ؎

خاکساراں جہاں را بحقارت منگر؛ تو چہ دانی کہ دریں گرد سوارے باشد

مراد باین جنس غرباء اہل اسلام اند کہ طوبیٰ للغرباء در شان ایشان وارد شدہ نہ گدایان بیدین و دیوانگان چرکیں" پس قطعی اور یقینی طور پر ثابت ہوگیا کہ مولوی ثناء اللہ

نہ حدیث مجددین کا مطلب صحیح سمجھا نہ حدیث فطوبےٰ للغرباء کے مفہوم حقیقی تک اُن کے ذہن عالی نے رسائی فرمائی۔ حدیقۃ النقاء صفحہ ۱۲۹ میں مجددین کا ذکر اس طرح لکھا ہے۔

"واللہ تعالیٰ ہر صدی کے سرپر ایک ایسا شخص اس اُمت کے لئے بھیجتا جو دین کو تازہ کردیتا ہے۔ سو برس میں غالباً راہ و رسم دین کو تغیر ہوجاتا ہے اس لئے ایک بندہ خدا شروع صدی پر آکر معروف کو ہاتھ یا زبان سے تازگی بخشتا ہے۔ بدعات و محدثات کو مٹاتا ہے۔ ہر صدی کے سرپر اب تک یہی ہوا۔ ان مجددین کے نام حجج الکرامہ میں لکھے ہیں" مگر اصلی بات یہ ہے کہ مجدد کا مطلب مجدد ہی خوب سمجھ سکتا ہے۔ اس لئے مجدد کی تعریف جو حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھی ہے اُسے بھی ہم یہاں نقل کئے دیتے ہیں اردو یہ ہے۔

"مجدد آنست کہ ہرچہ دراں مدت فیوض بامتاں برسد بتوسط او برسد اگرچہ اقطاب و اوتاد آلوقت بوند و بدلا و نجبا باشند۔ خاص کنندہ مصلحت عام را" مکتوبات امام ربانی مکتوب چہارم۔ جلد دوم۔

مجدد کی تعریف پر خامہ فرسائی کرتے ہوئے مولوی ثناء اللہ صاحب نے یہ بھی لکھا ہے کہ وہ یعنی مجددین یہ بھی نہ کہینگے جو مجھے مانیگا وہی نجات پائیگا۔ جو منکر ہوگا وہ کافر ہوگا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی نے تفہیمات الٰہیہ میں بھی دعویٰ کیا ہے چنانچہ اُن کی عبارت پرچہ چھٹویں سوال میں ہم نے نقل کردی ہے اسبات پر صراحتاً دلالت کررہی ہے۔ شک ہو تو اُسے پھر بغور ملاحظہ فرمائیے۔ اس کے ساتھ ہی یہ بھی واضح رہے کہ کفر کے معنی انکار کے ہیں۔ پس جو امام وقت اور مجدد وقت کا منکر ہوگا اُس کے کافر ہونے میں کیا شک ہے حضرت شاہ ولی اللہ صاحب نے جیسا دعویٰ کیا ہے اس قسم کے دعوے پر مولویصاحب کو یہ اعتراض ہے کہ ایسے دعوے سے اسلام میں شخصیت کا دخل ماننا پڑتا ہے۔ مگر یہ اعتراض سراسر لغو ہے۔ شارع اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حاکم وقت کی اطاعت واجب قرار دی ہے اس لئے تمام اہل اسلام حاکم وقت کی اطاعت کو واجبات سے سمجھتے ہیں۔ اور مولوی ثناء اللہ صاحب کو بھی اس سے انکار نہیں ہوسکتا۔ پس جس طرح ظاہری حاکم وقت کی اطاعت واجب ہونے سے اسلام میں شخصیت کا بیجا دخل نہیں ماننا پڑتا اُسی طرح خلیفہ راشد، مجدد اور امام وقت یعنی روحانی حاکم وقت کی اطاعت واجب ہونے سے اسلام میں شخصیت کا بیجا دخل نہیں ماننا پڑتا۔ اگر مولوی ثناء اللہ صاحب کبھی آیہ کریمہ ومن کفر بعد ذٰلک فاولٰئک ھم

الفاسقون۔ اور حدیث فعلیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین المھدیین اور نیز حدیث من عادیٰ ولیاً لی فقد آذنتہ بالحرب کی فلاسفی پر ٹھنڈے دل سے غور فرمائیں۔ تو اُنکی شخصیت کا عقدہ فوراً بآسانی حل ہوسکتا ہے۔

مزید اطمینان کے لئے مولویصاحب کے اعتراض کا جواب ہم ایک اور رنگ میں پیش کرنا چاہتے ہیں۔ کتاب منحۃ المومنین مطبوعہ مطبع صدیقی لاہور کے صفحہ ۱۴ میں مولانا اسمعیل شہید کے متعلق ایک ایک فتویٰ چھپا ہے اُس کی بعض عبارات کا اقتباس ہم ذیل میں درج کرتے ہیں۔

"مولانا مرحوم مرتبہ اولیاء کاملین کا سا رکھتے ہیں۔ اوصاف اولیائے سابقین کے سے اُن میں پائے جاتے ہیں۔ کیونکہ موافق شرع شریف کے ولی خدا کا اور مقبول رسول کا وہی ہے کہ جس کی صحبت میں محبت خدا اور رسول کی زیادہ ہووے۔ اور ایمان صیقل پاوے۔ گناہ چھوٹیں عبادت بڑھے۔ اللہ جلشانہٗ کا خوف اور رسول مقبول کی راہ کی محبت دل میں بڑھے۔ دنیا سے بیزاری اور آخرت کے کاموں میں شوق زیادہ ہووے۔ سو یہ سب خوبیاں حضرت مولانا ممدوح کی صحبت میں تھیں۔ اور اُن کی تصنیفات کتابوں میں پائی جاتی ہیں۔ جن لوگوں کو دیدۂ بصیرت اور نور ایمان ہے اللہ کی ہدایت سے وہ دریافت کرتے ہیں۔ اور جو لوگ بغاوت اور شقاوت ازلی میں گرفتار ہیں وہ اس نور کی روشنی سے محروم اور بے نصیب ہیں۔ ایسوں کی شان میں یہ صادق ہے۔ اولٰئک کالانعام بل ھم اضل ..... کافر اور بد کہنا اور برا جاننا ایسے عالموں دیندار کو اور اُن کی کتابوں کو کہ جن میں بالکل آیاتیں قرآنی اور حدیثیں نبوی مندرج ہیں بُرا کہنا اشد فسق ہے۔ بلکہ خوف کفر کا ہے۔ ایسے عقیدے والے پر..... اور نماز پڑھنا اور اقتدا کرنا ایسے عقیدے والے کے پیچھے جس کا فسق اور بدعت حد کفر کو پہنچا ہو جائز اور درست نہیں..... کتبہ العبد المسکین محمد تقی ختم اللہ لہ بالحسنیٰ

| محمد تقی خاں | مہر مولوی محمد تقی خانصاحب دہلوی جامع معقول و منقول۔

| سید محمد نذیر حسین | مہر مولوی صاحب بقیۃ السلف حجۃ الخلف حافظ الحدیث مولانا سید نذیر حسین صاحب دہلوی۔

نسبت کرنا ساتھ بداعتقادی اور کفر وغیرہ کلمات نا ملائم کے ایسے فاضل اجل و اکمل و اتقےٰ و اورع قامع شرک و بدعت و مجاہد فی سبیل اللہ یعنی مولانا و بالفضل اولٰنا مولوی اسمعیل علیہ الرحمۃ کو سراسر کذب و بہتان ہے۔ اکثر لوگ اُن کے فیض بیان سے موفق بصوم و صلوٰۃ اور مجتنب شرک و بدعات سے ہوے۔ اور کنہ اُن کی تصانیف کا دریافت کرنا کام ہر کسی کم استعداد خفاش منش کا نہیں..... لیکن حق تعالیٰ لغزش دیتا ہے راہ راست سے بے انصافوں کو ویضل اللہ الظٰلمین ویفعل اللہ ما یشاء ؎

گرنہ بیند بروز شپر چشم ٭ چشمہ آفتاب را چہ گناہ

بُرا کہنا ہر مسلمان کو نافرمانی ہے۔ خداجل اسمہ کی ہیبتا ایسے اعلم اوحدالعصر کو سباب المسلم فسوق اور داخل ہوتا ہے اس وعید میں ایما رجل قال لاخیہ کافر فقد باء بہا احدہما......

| من لیشار اللہ لوعد | مہر مولوی رامپوری۔ | محمد علی |

مہر مولوی محمد علی رامپوری۔ | محمد حسن | مہر مولوی محمد حسن رامپوری

| محمد عبد الواحد | مہر مولوی محمد عبد الواحد رامپوری

| سید رحمت علیخاں مدالت الامانیہ سلطانی سراج اعلام ضیاء العلما | مہر مفتی سلطانی سید رحمت علیخاں مغفور مرادی

جو کوئی مولوی اسمعیل صاحب ولی کامل کو کافر کہتا ہے۔ وہ خود کافر ہے۔ اور مصداق ہے حدیث من عادی لی ولیا فقد بارزنی بالمحاربۃ فقط | مولوی محمد اکبر علیخاں | مولوی محمد اکبر علی خاں رامپوری | الفانی الحنیز ہو القادر | مہر مولوی عبد القادر دہلوی

اُمید ہے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب اس فتوے کو پڑھکر جنپر اُن کے مجدد الوقت مولوی سید نذیر حسین صاحب دہلوی کی بھی مہر لگی ہوئی ہے۔ اب اپنی شخصیت سے دست بردار ہو جاتے گے۔ خدانخواستہ پھر بھی کچھ تردد ہے تو مولوی اسمعیل صاحب شہیدؒ کی شہادت مندرجہ ذیل پر ہی ایمان لائیں۔

مولانا اسمعیل شہید رحمہ اپنی کتاب منصب امامت کے صفحہ ۱۴۳ نکتہ ثالث میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"خلیفہ راشد بنی حکمی است ہر چند فی الحقیقت بپایہ رسالت نرسیدہ فاما منصب خلافت چندے از احکام انبیاء اللہ برو جاری گردانیدہ" یعنی خلیفہ راشد حکمی نبی ہے ہر چند وہ فی الحقیقت مرتبہ پیغمبری کو تو نہیں پہنچا۔ مگر کسی قدر انبیاء کے احکام اسپر جاری ہو جاتے ہیں۔"

پھر اسی نکتہ ثالث میں فرماتے ہیں "از انجملہ توقف نجات اُخروی است بر طاعت او یعنی چنانچہ اگر کسے بہزار درجہ معرفت الہیہ وتہذیب نفس جد وجہد تمام وسعی مالا کلام بجا آرد وقتیکہ ایمان بارسل ندارد ہرگز نجات اُخروی بدست نخواہد آورد وز ملام از غضب جبار ودرکات نار نخواہد یافت ہمچنیں ہر چند عبادات شرعیہ وطاعات دینیہ بجا آرد وجد جہد تمام در امتثال احکام اسلام بروئے کار آرد۔ اما تاوقتیکہ در اطاعت امام وقت گردن ننہد واقرار بامامت نکند ہرگز عبادات مذکورہ در آخرت کار آمدنی نیست۔ واز وارد گیر رب قدیر خلاص یافتنی نہ من لم یعرف امام زمانہ فقد مات میتۃ جاہلیۃ۔"

اور نکتہ ثانی میں فرماتے ہیں "خلیفہ راشد سایہ رب العالمین است وہمسایہ انبیاء ومرسلین کہ سرمایہ ترقی دین است وہمپایہ ملائکہ مقربینؑ باشد۔ در اطاعت او سبذول از ادعاے

مساوات او دست بردارند۔ اور ابجائے رسول بشمارند"

(۴) مولوی فاضل صاحب تیسرے سوال کا جواب یہ تحریر فرماتے ہیں۔

"مجدد کے نامعلوم رکھنے میں غالبًا وہی حکمت ہے جو لیلۃ القدر کے نامعلوم رکھنے میں ہے تاکہ اس شوق میں بہت سے لوگ تجدید اور احیاء سنت کریں کہ ہم بھی خدا کے نزدیک مجدد کا درجہ پا دیں۔ گو دنیا میں معلوم نہ ہو یا در ہے کہ علم یقین کو کہتے ہیں اور ایسے امور میں بغیر اخبار صاحب وحی کے یقین نہیں ہو سکتا۔) بنعمتہ ربک فحدث میں وہ نعمت مراد ہے۔ جس کا علم بھی ہو۔ علم کے لئے جو ذریعہ ہے وہ ہمنے بتلا دیا کہ صاحب وحی کے اخبار و اعلام کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ کشف الہام وغیرہ بشرط صحت سب قرائن ہیں دلائل نہیں۔

تنقید۔ سبحان اللہ بحمدہ کیا قابل تعریف جواب ہے۔ اگر مولوی فاضل صاحب اس جواب کو کسی خوشنویس سے سنہری حرفوں میں لکھوا کر کم سے کم الہ آباد کی نمائش ہی میں بھجوا دیں تو کیا عجب ہے، کہ اُن کے کمالات حدیث دانی کی شہرت کے علاوہ سر دست کچھ انعام بھی ہاتھ آجائے۔ یا رامپوری سرٹیفکٹ کی طرح کوئی اور سرٹیفکٹ بھی ملجائے۔ خیر یہ بات تو مولویصاحب کی مرضی پر منحصر ہے مگر قدر دانی کے لحاظ سے یہ اقرار تو میں بھی کئے لیتا ہوں کہ اس اخیر زمانہ کے اہلحدیث مولوی صاحبان میں مولوی فاضل امرتسری کا دم غنیمت ہے۔ کیونکہ آپ کی تحریرات پڑھ کر بہتوں کو قیامت یاد آجاتی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ عالیہ مارغ مولوی فاضل کے نزدیک مجدد کیطرح لیلۃ القدر کو بھی یہی خدمت سپرد کی گئی ہے کہ وہ سنت وبدعت کا فرق لوگوں کو سمجھا کر اہلحدیث مولوی صاحبان کا ہاتھ بٹائے اس لئے مجدد و لیلۃ القدر دونوں کے مخفی رکھنے میں غالبًا ایک ہی حکمت ہے۔ ہم مولوی صاحب کی خاطر سے دونوں کے اخفاء یا اظہار کے لئے ایک علت مشترکہ یا حکمت مشترکہ کو تسلیم کئے لیتے ہیں۔ مگر ایک مشکل درپیش ہے کہ محققین اہلحدیث لیلۃ القدر کا نامعلوم رکھا جانا تسلیم نہیں کرتے۔ چنانچہ عارف ربّانی سیدنا حضرت عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب غنیۃ الطالبین میں یہ ارشاد فرماتے ہیں:۔

"اور تلاش کیجاوے شب قدر ماہ رمضان کے آخر کے دس دنوں میں اور بہت سچی ستائیسویں رات ہے ...... امام احمدؒ بن حنبل نے اپنی اسناد سے ابن عمر سے روایت کی کہ لوگوں نے کہا صحابہ کرام ہمیشہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی خواب رمضان کے اخیر کے دس دنوں میں بیان کرتے تھے آپ نے فرمایا میں نے جان لیا کہ تمہاری خوابیں متواتر ہوئیں بیشک شب قدر عشرہ اخیرے ساتویں رات ہے۔ جس شخص کو اس کی تلاش کرنا ہو وہ تلاش کرے ساتویں رات عشرہ اخیر سے...... پس ثابت ہوا کہ اللہ تعالے نے اپنے بندوں کو اسپر مطلع کیا کہ شبقدر ستائیسویں رات ہے اپنے اس قول سے وہ رات سلامت ہے صبح ہونے تک سو ہم نے اس سے جان لیا کہ بیشک وہ ستائیسویں رات ہے" غنیۃ الطالبین مترجم اُردو۔ مطبوعہ مطبع صدیقی لاہور صفحہ ۴۸۷-۴۸۸۔

معزز ناظرین! چونکہ عارف ربانی امام حقانی۔ مقبول بارگاہ صمدانی حضرت شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہ کے محققانہ ارشاد سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ لیلۃ القدر نامعلوم نہیں رکھی گئی۔ بلکہ معلوم اور معین قرار پاچکی ہے اس لئے لیلۃ القدر کے نامعلوم رکھے جانے کی بنا پر مجدد کے نامعلوم رکھے جانے کی حکمت مولوی فاضل صاحب نے بیان کی تھی وہ تو کافور ہوگئی۔ مگر چونکہ اُن کے اقرار کے مطابق لیلۃ القدر اور مجدد کے اخفاء اور اظہار کی علت مشترکہ ہونا مسلمات میں سے ہو چکا ہے اس لئے اظہار لیلۃ القدر ثابت ہوجانے کیوجہ سے اظہار مجدد کی ضرورت وحکمت روز روشن کی طرح ظاہر ہوگئی فالحمد للہ علی احسانہ؎

عدو شود سبب خیر چون خدا خواہد ٭ خمیر مایۂ دکان شیشہ گر سنگ است

مجدد کے نامعلوم رکھنے کی حکمت بیان کرنے کے بعد مولوی فاضل صاحب نے ایک اور نکتہ معرفت بیان فرمایا ہے۔ جس کا حاصل یہ ہے کہ علم یقین کو کہتے ہیں اور مجدد ہونے پر بغیر اخبار صاحب وحی کے یقین نہیں ہو سکتا۔ اس لئے مجدد معلوم نہیں ہو سکتا۔ یہ ہے مولوی صاحب کے استدلال پر اختلال کا مآل اور ظاہری اور خشک منطق کا نچوڑ۔ سچ ہے۔؎

گر باستدلال کار دیں بدے ٭ فخر رازی راز دار دیں بدے
پائے استدلالیاں چوبیں بود ٭ پائے چوبیں سخت بے تمکیں بود

افسوس مولویصاحب کا یقین ایسا بگڑ گیا ہے کہ اب کسی طرح اس کے سنبھلنے کی اُمید نہیں معلوم ہوتی۔ مگر چونکہ مایوس ہو جانا درست نہیں۔ اس لئے ہم اللہ تعالی کی قدرت ورحمت پر بھروسہ کر کے اُن کا یقین ٹھیک کرنے کے لئے حتی الامکان کوشش کرینگے۔ لیکن تاہم یہ ضروری ہے کہ خود مولوی صاحب بھی تھوڑی دیر کے لئے عقل سلیم کے مشورہ پر کاربند ہونیکو طیار ہو جائیں اور دلی توجہ کے ساتھ ہماری چند باتیں سُن لیں۔ جناب مولوی صاحب برائے خدا ذرا یہ تو سوچئے کہ اگر خداوند تعالی ہمارے زمانہ کے کسی مسلمان مومن متقی کو بہ متواتر وحی الہام وکشف در رویاء واخبار اعلام کے ذریعہ سے منصب تجدید و امامت پر مامور ہونیکا علم (یعنی یقین) عطا کرنا چاہے تو عطا کر سکتا ہے۔ یا نہیں۔ اگر عطا کر سکتا ہے تو آپ کی غلط فہمی ظاہر ہے

؎ معاونہ او معارضہ لقد ہراست و مخالفت رب قدیر علامت اہل کمال ہمین است کہ در خدمت او مشغول ۱۸ او مخالفت

اور اگر نہیں کر سکتا تو اس کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں ایک تو یہ کہ کبھی کسی زمانہ میں نہیں کر سکتا۔ دوسرے یہ کہ کسی خاص زمانہ میں نہیں کر سکتا۔

پہلی صورت میں تو اس کی خدائی ہاتھ سے جاتی ہے اور سلسلہ رسالت بھی باطل قرار پاتا ہے۔ اور دوسری صورت میں دو شقیں لازم آتی ہیں ایک تو یہ کہ خدا میں اب قدرت نہیں رہی ہے تو پھر اُس کی خدائی بھی باطل۔ دوسری صورت یہ کہ قدرت تو بدستور ہے مگر کوئی خاص وجہ ایسی پیش آگئی ہے۔ مثلاً اُس نے وعدہ کر لیا ہے کہ آئندہ ایسا نہ کریگا۔ اس وجہ سے ایسا نہیں کر سکتا۔ ہے تو ایسی وجہ کا پیش کرنا یعنی کسی خاص وعدہ کا ثابت کرنا جو اسبات کا مدعی ہو اس شخص کے ذمے ہے مولوی فاضل صاحب اسبات کے مدعی ہیں لہذا بار ثبوت انھیں کے ذمہ ہے اب دیکھیں کہ مولوی صاحب اپنے دعوے کو نصوص قرآنیہ و حدیثیہ و اولّہ عقلیہ قطعیہ سے ثابت کر کے اس بھاری بوجھ سے کب تک سبکدوشی حاصل کر سکتے ہیں۔ اور حاصل بھی کر سکتے ہیں یا نہیں۔

ایہا الناظرین! مولوی صاحب کے مسلک کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نہ کسی نعمت کا علم ہو سکتا ہے نہ مجدد وغیرہ کا۔ مگر خداوند تعالیٰ فرماتا ہے یاایها الذین آمنوا اتقوا اللہ وکونوا مع الصادقین پارہ ۱۱۔ سورۃ التوبہ یعنی اے ایمان والو ڈرتے رہو اللہ سے اور ہو ساتھ سچوں کے۔ پس جب بقول مولوی ثناء اللہ صاحب صادقین کا علم (یقینی) ہی نہیں ہو سکتا تو اس حکم کی تعمیل کیونکر ہو سکتی ہے اگر وہ کسی کو صادقین کا علم (یقینی) ہو سکتا ہے تو اپنی غلطی کا اقرار کریں اور ذرا دل میں سوچیں کہ مجددین صادقین میں داخل ہیں یا کاذبین میں۔ اور سنئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے واتقوا اللہ ویعلمکم اللہ ؏۔ متقی بنجاؤ اور اللہ تمہیں علم (یقینی) عطا فرمائیگا۔ اب غور طلب بات ہے کہ مولوی صاحب کا بیان سچا مانا جائے یا خدا تعالیٰ کے کلام پر ایمان لایا جائے۔ ہم تو خدا تعالیٰ کے کلام پاک پر ایمان لاتے ہیں اور مولوی صاحب کو خدا کے سپرد کرتے ہیں۔ زاہدان خشک یا سطحی خیال والے ملاؤں کا یہ مقولہ کہ اولیاء اللہ کا ہر الہام ظنی ہوتا ہے قطعی نہیں ہوتا اور اس لئے حجت نہیں محض غلط ہے کیونکہ قرآن کریم اور احادیث نبی رؤف رحیم اور مسلم الثبوت اولیائے کاملین کی شہادتیں اس بات کو بآواز بلند بیان کر رہی ہیں کہ بعض اولیاء اللہ کے الہامات قطعی ہوتے ہیں اور علم کی تعریف اُن پر صادق آتی ہے۔ چنانچہ نمونہ کے طور پر ہم یہاں اُنکا مختصراً ذکر کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیهم الملائکة الا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنة التی کنتم توعدون نحن اولیاءکم فی الحیوة الدنیا وفی الاخرة ۲۴ تحقیق جن لوگوں نے کہا کہ رب اللہ ہے اور پھر اسی پر استقامت کی تو اُن پر فرشتے اُترتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ تم نہ ڈرو اور نہ غم کھاؤ اور ہم بشارت دیتے ہیں تمھیں اُس بہشت کی جس کا تم کو وعدہ تھا۔ اور ہم ہیں تمھارے رفیق اس دُنیا میں بھی اور آئندہ دنیا میں بھی یعنی آخرت میں بھی۔ صحیحین سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس اُمت کے لئے بشارت دے چکے ہیں کہ اس اُمت میں بھی پہلی امتوں کی طرح محدث پیدا ہونگے اور محدث یعنی وہ لوگ ہیں جن سے مکالمات و مخاطبات الٰہیہ ہوتے ہیں اور ابن عباس کی قرأت میں آیا ہے کہ وما ارسلنا من قبلك من رسول ولا نبی ولا محدث الا اذا تمنی القی الشیطان فی امنیته فینسخ اللہ مایلقی الشیطان ثم یحکم اللہ آیاته۔ پس اس آیت کی رو سے جسکو بخاری نے بھی لکھا ہے محدث کا الہام یقینی اور قطعی ثابت ہوتا ہے۔ جس میں دخل شیطان قائم نہیں رہ سکتا۔ اور خود ظاہر ہے کہ اگر خضر اور موسیٰ کی والدہ کا الہام صرف شکوک و شبہات کا ذخیرہ تھا اور یقینی نہ تھا تو اُن کو کب جائز تھا کہ وہ کسی بیگناہ جان کو خطرے میں ڈالتیں یا ہلاکت پہنچاتیں یا کوئی دوسرا ایسا کام کرتیں جو شرعاً یا عقلاً جائز نہیں ہے۔ آخر یقینی علم ہی تھا جس کے باعث سے وہ کام کرنا اُنپر فرض ہو گیا تھا۔ اور وہ امور ان کے لئے روا ہو گئے تھے کہ جو دوسروں کے لئے ہرگز روا نہیں۔ عارف ربانی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ اپنی کتاب فتوح الغیب میں فرماتے ہیں۔

"پھر تیرا علم اور یقین خدا کی رزاقیت کے ساتھ پختہ ہوا اور تیرے سینے کی کشادگی قوی ہوئی اور تیرے دل کا نور مضبوط ہوا اور تیرا خدا کیساتھ قرب زیادہ ہوا اور زیادہ ہوا مرتبہ تیرا اُس کے نزدیک اور تیری امانت اُس کے پاس اور تیرا لائق ہونا اسرار کے نگاہ رکھنے کے لئے۔ معلوم کرایا جاویگا تو کہ کب آتا ہے تیرے پاس نصیب تیرا اور اس کے آنے سے پہلے تیری عزت کے لئے اور تیری عزت زیادہ کرنے کے لئے اور اپنے فضل اور احسان اور ہدایت سے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور کئے ہم نے بنی اسرائیل سے امام جو راہ دکھاتے تھے ہمارے حکم سے جب اُنھوں نے صبر کیا اور ہماری آیات پر یقین رکھتے تھے اور فرمایا جنھوں نے ہماری راہ میں کوشش کی اُنکو ہم اپنی راہیں دکھاوینگے۔ اور فرمایا اللہ سے ڈرو اور اللہ تمھیں تعلیم دیتا ہے اور پھر سپرد کیا جائیگا تجھے ظاہر کرنا اور پھر ظاہر کریگا تو صریح اذن کے ساتھ۔ جسپر کوئی غبار نہیں اور دلالت روشن کیساتھ مثل آفتاب روشن کے اور کلام لذیذ کے ساتھ جو سب لذتوں سے زیادہ لذیذ ہے۔ اور سچے الہام کے ساتھ جس میں کوئی شبہ نہیں اور نفس کے خیالات اور شیطان لعین کے وسوسوں سے پاک اور صاف فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی بعض کتابوں میں۔ اے آدم کے بیٹے میں معبود ہوں۔ میرے سوا کوئی معبود نہیں کہتا ہوں کسی چیز کو ہو وہ ہو جاتی ہے۔ میری فرمانبرداری کر میں تجھ میں یہ وصف ڈالونگا کہ تو کسی چیز کو کہیگا ہو وہ ہو جاویگی۔ اور تحقیق دیا ہے یہ مرتبہ اللہ نے اپنے بہت پیغمبروں اور دوستوں اور بنی آدم سے بعض خاصوں کو۔

فتوح الغیب مترجم مطبوعہ لاہور۔ صفحہ ۲۲۲ و ۲۲۳۔

کتاب الانسان الکامل مصنفہ حضرت سید عبدالکریم الجیلی (جو ایک مشہور متداول اور درسی کتاب ہے۔ اور اکثر مشائخ کے خاندانوں میں زیر درس رہتی ہے اور جسکو حضرت خواجگان چشت بھی درساً مشائخ سے پڑھتے اور پڑھاتے آئے ہیں۔) کے تریسٹھویں باب میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اُمت محمدیہ کو سات مراتب عطا فرمائے ہیں۔ الاسلام۔ الایمان۔ الصلاح۔ الاحسان۔ الشهادة۔ الصدیقیة۔ القربت۔ پھر ان میں سے ہر ایک مرتبہ کی تفصیل و تشریح کے بعد ساتویں مرتبہ یعنی قربت کے سات رکن بیان کئے ہیں جن میں سے ساتواں رُکن ولایت کبریٰ ہے۔ اس مقام کے اولیاء اللہ کو خلفاء محمد صلی اللہ علیہ وسلم بتایا جاتا ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ اُن میں سے بعض ہدایت خلق کے لئے مامور کئے جاتے ہیں اور وہ مقام رسالت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نائب ہوتے ہیں۔ اور بعض مقام نبوت میں آنحضرت کے نائب بنائے جاتے ہیں اس کے بعد یہ جملہ لکھا ہے فهو لاء الانبیاء والاولیاء یرید بذلك نبوة القرب والاعلام والحکم الالهی لا نبوة التشریع (لان نبوة التشریع) انقطعت بمحمد صلی اللہ علیه وسلم فهو لاء مبلغون لعلوم الانبیاء بغیر واسطہ یعنی خلفاء محمدی جو انبیاء کہلاتے ہیں اُنکی نبوت سے مراد قرب اور اعلام اور حکم الٰہی ہے جو اُنکو حاصل ہوتا ہے نبوت تشریعی نہیں کیونکہ نبوت تشریعی بعد آنحضرتؐ کے منقطع ہو گئی پس خلفاء محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو علوم انبیا بلا واسطہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے سکھائے جاتے ہیں"

میرے نزدیک اس قدر شہادتیں ایک مسلمان متقی کے لئے کافی سے زیادہ ہیں۔ مگر مولوی صاحب کی تسکین کے لئے نواب صدیق حسین کی شہادت اور پیش کی جاتی ہے۔ چنانچہ وہ لقطۃ الرائد کے صفحہ ۱۰ میں الہام کے متعلق لکھتے ہیں کہ الہام علم حاصل میشود از سیاسے از سلف گذشت ہے۔

(۴) میرا چوتھا سوال یہ تھا کہ "کیا آپ کوئی ایسی دلیل عقلی یا نقلی پیش کر سکتے ہیں جس سے مجدد کا معلوم ہونا محال ثابت ہوتا ہو" اس کا جواب اہل حدیث نے یہ دیا ہے۔

"محال تو میں نے بھی نہیں کہا البتہ جو کہا ہے اُس کا ثبوت بھی مختصراً دیدیا"

تنقید مجدد کے معلوم ہونیکو مولوی صاحب آپ محال نہیں مانتے اور نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ اور اہل اللہ کی شہادتوں سے مجدد کا معلوم ہونا ممکن الوقوع - بلکہ واقع ہونا اظہر من الشمس ہے پھر نہ معلوم ع

انکار پہ ہے کس لئے اصرار تمہارا

(۵) سوال کے جواب میں آپ لکھتے ہیں کہ "آوازہ خلق میں نہ خلق کی تعداد معتبر ہے نہ عدم تعداد بلکہ جتنے بھی ہوں۔ انشاء اللہ نقارہ خدا ہوسکتے ہیں - بشرائط ذیل (الف) صاحب دیانت و امانت ہوں۔

(ب) مجددین منصب مجددیت کی کسی طرح نقیض متحقق نہو۔ یعنی وہ خود بھی صاحب دیانت و امانت اور راست گو راست رو مخلص متبع سنت ہو ورنہ کہا جائیگا مدعی سست گواہ چست "

تنقید - مصدقین مجدد کی نسبت آپ لکھتے ہیں "کہ جتنے بھی ہوں" جزاک اللہ۔ مگر یہ تو فرمائے وہ شرطیں جو آپ نے پیش کی ہیں اُنکے متحقق ہونے کا معیار کیا ہے۔ کیونکہ انبیا اور اُن کے خلفاء راشدین کے مصدقین و مکذبین اب تک چلے آتے ہیں اور آئندہ بھی یہ سلسلہ ختم ہوتا نظر نہیں آتا - پس ضرور ہے کہ اس امر کے تصفیہ کے لئے کوئی معیار قائم کیا جائے۔ آپکے جو شرطیں مصدقین اور مجددین کے لئے مقرر فرمائی ہیں میرے نزدیک وہ ایک نقطہ متقین میں آجاتی ہیں - اس لئے میری رائے یہ ہے کہ متقین کی شناخت کے لئے جو علامات قرآن کریم میں مذکور ہیں وہی علامات مجددین و مصدقین کی صداقت پرکھنے کے لئے معیار قرار دیجائیں یا طریق فیصلہ یہ قرار دیا جائے کہ فریقین یعنی متخاصمین کے اقوال و افعال کو کتاب اللہ پر عرض کیا جائے - پھر جس فریق کے اقوال و افعال جس فریق سے ملتے جلتے ہوں وہ فریق اُسی کے ہمرنگ فریق میں سے شمار کیا جائے آپ بھی اپنی رائے سے مطلع فرمائیے۔

(۶) چھٹویں سوال میں دو بزرگوں یعنی حضرت مجدد الف ثانیؒ و حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ کی عبارتیں پیش کی تھیں - جن میں دونوں صاحبوں نے مجددیت اور امامت وغیرہ کے دعوے کئے ہیں۔ مجدد صاحب کی عبارت کے متعلق مولوی فاضل صاحب حسب ذیل جواب دیتے ہیں

"حضرت مجدد کا کلام سائل نے سمجھا نہیں - حضرت ممدوح کا مطلب اپنے لئے اظہار دعویٰ نہیں ہے بلکہ عام طور پر اس مسئلہ کا بیان کرنا مقصود ہے کہ جسکو ایسے علوم حاصل ہوں آں مجدد ایں الف است - چنانچہ اُس خط کا شروع ہی اس طرح ہے - در بیان آنکہ علم الیقین و حق الیقین و بیان آنکہ صاحب ایں علوم مجدد ایں الف است اس خط میں مجدد کے علوم کا بتلانا مقصود ہے نہ کہ اپنا دعویٰ معلوم ہوتا ہے کہ سائل کو مرزا صاحب کی محبت جو غالب ہے اس لئے بحکم حبک الشیء یعمی و یصم عبارت نہیں سمجھ سکے۔"

تنقید ع "بدم گفتی و خورسندم عفاک اللہ نکو گفتی" مولوی فاضل صاحب نے حضرت مجدد کے کلام کی جو تاویل کی ہے میرے نزدیک وہ تاویل نہیں بلکہ صریح تحریف ہے - اگر اس کلام سے حضرت مجدد الف ثانی رح کا مقصود مجدد کے علوم کا بتلانا ہے تو مجدد تو ہر صدی کے سر پر ہوا کرتا ہے "پھر ایں الف است کا فقرہ اُس سے کیونکر چسپاں ہوسکتا ہے - اور اگر یہ کہا جاتا ہے کہ مجدد کے علوم سے مراد خاص مجدد الف ثانی کے علوم ہیں تو براہ مہربانی بتایا جائے کہ حضرت شیخ احمد سرہندیؒ کے پیش نظر اور کس بزرگ کے علوم تھے جن کی نسبت آپ نے فرمایا کہ صاحب ایں علوم و معارف مجدد ایں الف است - اور وہ کون بزرگ ہیں جن کو اہل سنت والجماعت نے مجدد الف ثانی تسلیم کیا - مولوی صاحب بیجا ضد سے اب باز آؤ اور اپنے علم و فضل کی پردہ دری نہ کراؤ مجھے آپنے الزام دیا ہے کہ مرزا صاحب کی محبت کیوجہ سے حضرت مجدد صاحب کی عبارت نہیں سمجھ سکے - مگر اصل بات یہ ہے کہ آپ کو ایک ولی اللہ سے جو سخت بغض و عناد ہے اُس کی شامت سے آپ مجدد صاحب کی عبارت نہیں سمجھ سکے۔ مثل مشہور ہے ہنر بچشم عداوت بزرگتر عیب است مجدد صاحب کی عبارت کا مطلب جو ہم نے سمجھا ہے وہ سیاق و سباق کلام سے بھی ظاہر ہے اور وہی حضرت مجددؒ کے مخلصین متبعین ہمسے پہلے سمجھا ہے۔ چنانچہ کتاب "مقام امام ربانی مجدد الف ثانی" مطبوعہ جیون پرکاش دہلی کے صفحہ ۱۱ میں لکھا ہے کہ -

"حضرت نے مکتوب چہارم جلد دوم میں بعد تشریح علم الیقین بفحوائے واما بنعمۃ ربک فحدث اپنی تجدید کا اس طرح اظہار کیا ہے - از عین الیقین و حق الیقین چہ گوید تا اگر گوید کہ فہم کند کہ دریابد ایں معارف از حیطہ ولایت نیست ارباب ولایت در رنگ علماء ظواہر در ادراک آں عاجزاند و در درک آں قاصر ایں علوم مقتبس از مشکوٰۃ انوار نبوت اند علی اربابہا الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ کہ بعد از تجدید الف ثانی بہ تبعیت و وراثت تازہ گشتہ اند و بطراوت ظہور یافتہ صاحب ایں علوم و معارف مجدد ایں الف است کما لا یخفی علی الناظرین فی علومہ و معارفہ التی تتعلق بالذات والصفات والافعال و تتلبس بالاحوال والمواجید والتجلیات والظہورات فیعلمون ان ہولاء المعارف والعلوم وراء علوم العلماء و وراء معارف الاولیاء بل علوم ہولاء بالنسبت الی تلک العلوم قشر و تلک المعارف لب ذلک القشر واللہ

سبحانہ الہادی - و بداند کہ بر سر ہر مائۃ مجددے گذشتہ است اما مجدد مائۃ دیگر است و مجدد الف دیگر چنانچہ در میان مائۃ و الف فرق است - در مجددین اینہا نیز ہمان قدر فرق است بلکہ زیادہ ازاں و مجدد آنست کہ ہرچہ دراں مدت بفیوض بامتان برسد بتوسط او برسد اگرچہ اقطاب و اوتاد آں وقت بوند و بدلا و نجبا باشند خاص کند بندہ مصلحت عام را والسلام علی من اتبع الہدیٰ والتزم متابعۃ المصطفیٰ علیہ و آلہ الصلوٰۃ والتسلیمات العلیٰ و جمیع اخوانہ من الانبیاء والمرسلین والملائکۃ المقربین و عباد اللہ الصالحین اسکے علاوہ بھی چند جگہ اشارتاً و صراحتاً اسیطرح تحریر فرمایا کہ اُن کی نقل موجب طوالت ہے غرض کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت کی شان کچھ نرالی بنائی تھی"

اب ذی علم ناظرین اس تمام عبارت کو پڑھکر انصاف فرمائیں کہ حضرت مجدد کی عبارت کون نہیں سمجھ سکا ہے

انصاف کے خواہاں ہیں نہیں طالب زر ہم تحسین سخن فہم ہے مومن صلا اپنا

حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ کی عبارت کی نسبت مولوی صاحب یہ جواب دیتے ہیں کہ: -

"تفہیمات الٰہیہ بوجہ غیر مطبوع ہونے کے میرے پاس نہیں ورنہ اُسے بھی دیکھ لیتے - تاہم جو عبارت منقول ہے اُس میں مجددیت کا دعویٰ نہیں بلکہ امامت کا ہے - اور امامت اور مجددیت میں بہت فرق ہے"

تنقید - مولوی فاضل صاحب حضرت شاہ صاحب کے دعوی امامت کو بہت کچھ ایر پھیر کے بعد تسلیم کرکے یہ عذر لنگ پیش کرتے ہیں کہ امامت اور مجددیت میں بہت فرق ہے - مگر اس عذر سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ مولویصاحب کے نزدیک امامت کا دعویٰ باعلام الٰہی جائز ہے - اور مجددیت کا دعویٰ ناجائز لیکن مولویصاحب کی یہ نرالی منطق میری سمجھ میں نہیں آئی لہذا میں اُن سے یہ بات دریافت کرتا ہوں کہ باعلام الٰہی امامت کا دعویٰ کیوں جائز ہے اور مجددیت کا دعویٰ کیوں ناجائز ؟

اخیر میں اُنکو یہ خوشخبری بھی سنائے دیتا ہوں کہ حضرت شاہ صاحب ممدوح نے اپنی تفہیمات الٰہیہ میں مجددیت کا دعویٰ بھی کیا ہے چنانچہ وہ عبارت ذیل میں درج کیجاتی ہے۔

"وکنت قد البسنی اللہ سبحانہ خلعۃ المجددیۃ حین انتہت بی دورۃ الحکمۃ ثم لما البست خلعۃ الحقانیۃ و سلب عنی کل علم نظری و فکری بقیت متحیرا کیف یتاتی بی المجددیۃ ثم الہمنی ربی جل جلالہ طریقا خاصا یجمع بہا بین الحقانیۃ والمجددیۃ بلا نظری و فکری و انی الی الآن لم امنع نفسی المجددیۃ

ومنحت اجمالہا وعلمت علم الجمع بین المختلفات وعلمت ان الراۓ فی الشریعت تحریف وفی الفضاء مکرمۃ" ترجمہ جب روزہ ححت کا انتہا تک پہنچ چکا تو اللہ تعالیٰ نے مجھے خلعت مجددیت سے سرفراز فرمایا - اور جب حقانیت کا خلعت مجھے پہنایا گیا اور ہر نظری وفکری علم مجھسے زائل کردئے گئے تو میں بادیہ حیرت میں سرگرداں رہا کہ میں کیونکر مجددیت کی عہدہ داری سے عہدہ برآ ہونگا - اتنے میں اللہ جل جلالہٗ نے میرے لئے ایک طریقہ ایسا واضح کیا کہ جس سے مجددیت وحقانیت کو باہم پیوستہ کر دیا گیا جس میں نہ علم نظری کی ضرورت نہ علم فکری کی حاجت اسوقت تک مجھے مجددیت کی تفصیل سے آگاہ نہیں کیا گیا تھا پھر اس نے اپنے فضل سے اس کا اجمال مجھپر کھولدیا اور مجھے یہ علم عطا کیا گیا کہ جس کی رُو سے مسائل مختلفہ کو باہم تطبیق دوں اور باہم جوڑ دوں اور مجھے اسبات کی بھی تعلیم دی گئی کہ خبردار شریعت میں اپنی راۓ کو دخل دینا تحریف ہے - اور تصیفہ مقدمات میں راۓ دینا کرامت اور بزرگی میں داخل ہے -

اب دیکھیں مولوی صاحب حضرت شاہ صاحب کے اس دعوے مجددیت کی کیا تاویل تراشتے ہیں -

میرے سوالوں کے جوابات مذکورہ بالا لکھنے کے بعد مولوی فاضل صاحب نے دس سوال سلسلہ عالیہ کے خلاف پیش کئے ہیں اور اُنکو لاجواب سمجھ کر بہت کچھ ناز کیا ہے مگر چونکہ ان سوالوں کے جواب سلسلہ عالیہ کے اخبارات وکتب ورسائل میں بارہا شائع ہو چکے ہیں جن کی طرف مولوی صاحب توجہ نہیں فرماتے اور اپنی ہی رام کہانی بدستور کہے چلے جاتے ہیں اس لئے اُن کی خدمت میں کمال ادب کے ساتھ التماس ہے کہ پہلے آپ ہمارے ان سوالوں کے جواب سے فارغ ہو جائیں پھر انشاءاللہ العزیز ہم اُن سوالوں کے جواب نئے سرے سے نہایت شرح وبسط کے ساتھ اخبار بدر یا رسالہ احمدی میں جو شیر اسلام اخویم میر قاسم علی صاحب ایڈیٹر اخبار الحق دہلی نے بالخصوص آپ ہی کی تسلی کے لئے نکالا ہے اور جس کا پہلا نمبر آپ کے پاس پہنچ گیا ہوگا ضرور شائع کرا دینگے - کیونکہ جب تک ہمارے ان سوالوں کا تصفیہ کامل طور پر نہ ہو جاۓ اس معرکۃ الآرا تنازع کی نسبت فی الحقیقت کوئی نمایاں فیصلہ نہیں ہو سکتا -

مولوی فاضل صاحب کو کسی شاعر نے شیر پنجاب کا خطاب دے رکھا ہے میں غور کیا کہ آپ کے نام نامی کے ساتھ اس خطاب کا دُم چھلا کیوں لگایا گیا تو میری سمجھ میں یہ بات آئی کہ آپ چونکہ پنجابی ہو کر اردو کے اشعار محض بے محل بکثرت پڑھا کرتے ہیں اس لئے آپکو شیر پنجاب کا خطاب دیا گیا ہے پھر چونکہ آپ ابتدا سے منکسر المزاج ہیں اس لئے میں پاۓ تختانی ہو کر شیر پنجاب ہوگئے یہی وجہ ہے کہ آپ ایک طرف اپنے مخالفوں کو بڑے زور وشور سے چیلنج بھی دیتے ہیں مگر اُس چیلنج میں انکساری کی جھلک بھی پائی جاتی ہے - چنانچہ اپنے مضمون کے اخیر پر آپ لکھتے ہیں

"امید ہے کہ صادق اٹاوی اور صادق بھیردی وغیرہ سب ملکر ان سوالات کو رفع کرنے کی کوشش فرمادینگے - مگر یہ خیال رکھیں کہ سامنے کون ہے - ؎

سنبھل کے رکھیو قدم دشت خار میں مجنوں

کہ اس نواح میں سودا برہنہ پا بھی ہے

ہمارا دل چاہتا ہے کہ جسطرح ہم نے آپ کے ایک شعر یعنی ؎

زاہد نداشت تاب جمال پری رخاں

کنجے گرفت وترس خدارا بہانہ ساخت

کی داد مباحثہ رامپور پر ریویو کرتے ہوۓ دی تھی اُسی طرح اس شعر کی بھی داد دیں - مگر چونکہ یہ مضمون طویل ہوگیا ہے اسلئے انشاءاللہ العزیز پھر کسی موقعہ پر دیکھا جائیگا - لیکن یہاں اسقدر عرض کر دینا ضروری سمجھتے ہیں کہ آپ کی ان تعلیوں سے ہمیں کچھ خوف تو معلوم نہیں ہوتا البتہ یہ شعر یاد آتا ہے ؎

پری نہفتہ رُخ و دیو در کرشمہ و ناز

بسوخت عقل زحیرت کہ این چہ بوالعجبیست

اب میں اس مضمون کو چند اشعار پر ختم کرتا ہوں - ؎

خواہ تم بنجاؤ سودا یا بنو سوداۓ خام

احمدی ڈرتے نہیں ہیں تم سے وہ ہیں پختہ کار

کیا ڈراتے ہو ہمیں تم اپنے علم و فضل سے

ہے حمایت پر ہماری وہ علیم و کردگار

ہیں خدا کے فضل سے شیر نیستاں آج ہم

ہاتھ شیروں پر نہ ڈال اے .... زار و نزار

قدرت رحمان و مکر آدمی میں فرق ہے

جو نہ سمجھے وہ غبی از فرق تا پا ہے حمار

افترا لعنت ہے اور ہر مفتری ملعون ہے

پھر لعیں وہ بھی ہے جو صادق سے رکھتا ہی نقار

راقم سید صادق حسین صادق مختار عدالت وسکرٹری انجمن احمدیہ اٹاوہ سابق ایڈیٹر و پروپرائٹر اخبار اظہار الحق ورسالہ صبح صادق

خطبہ جمعہ

۲۷ - جنوری کو حضرت مولانا محمد احسن صاحب نے پڑھا

الم ترکیف ضرب اللہ مثلاً کلمۃ طیبۃ کشجرۃ طیبۃ اصلہا ثابت وفرعہا فی السماء تؤتی اکلہا کل حین باذن ربہا ویضرب اللہ الامثال للناس لعلہم یتذکرون الآیہ

(۱) اللہ تعالیٰ معقولات غیر محسوسات کی مثال محسوس سے دیکر سمجھاتا ہے کلمہ طیبہ - یعنی پاک اور عمدہ اور جیّد اور کلمہ طیبہ سے مراد کلام پاک - احادیث صحیحہ اور الہامات ربانی ہیں -

(۲) شجرہ طیبہ کی چار صفتیں بیان کی ہیں - اصلہا ثابت یعنی مضبوط جڑھ والا جو ہر طرح کی کمزوریوں سے پاک ہو - اور خوف زوال نہو کیونکہ زوال موجب حزن وغم ہے ؎

غم چیزے رگ جاں ساخراشد لکہ گاہے باشد وگاہے نہ باشد

گویا کلمۂ طیبہ ایسا ہے کہ دل کی سرزمین میں خوب گڑ جاتا ہے -

(۳) فرعہا فی السماء اس کی شاخیں بلند فضا میں ہوں یعنی ہر قسم کی زمینی نجاستوں سے پاک ملاءاعلیٰ سے فیضیاب اور آسمانی علوم سے قرب حاصل ہو -

(۴) تؤتی اکلہا کل حین - ہر موسم میں اپنا پھل دیتا رہے - یعنی وہ کلمہ طیبہ اپنی برکات ہر زمانہ میں ظاہر کرتا ہے اسی واسطے مسیح موعود فرماتے ہیں ؎ بہار جاوداں پیدا ہے اس کی ہر عبارت میں نہ وہ خوبی چمن میں ہے نہ اس سا کوئی بستاں ہے

آیات قرانی کی برکت سے اب تک اس اُمت میں صاحبان وحی والہام پیدا ہوتے رہے اور ہوتے رہینگے -

اس کے مقابل میں باطل کی مثال شجرہ خبیثہ سے دی ہے - جس کا نہ مزہ اچھا نہ رنگت نہ کھانے کے کام آۓ نہ کچھ نفع دے اس کی جڑھ بھی قائم نہیں بلکہ زمین کے اوپر اوپر ہے - مامور من اللہ کے زمانہ میں کلمہ طیبہ کے مقابل میں کلمۂ خبیثہ والے یعنی وہ لوگ بھی ہوتے ہیں جن کو استراق السمع اور خطفۂ شیطانی سے کچھ حصہ ملتا ہے - ان کا نشان بتا دیا ہے کہ ما لہا من قرار یعنی وہ ایک بات پر قائم نہیں رہتے - نہ اپنے معتقدات پر نہ پیشگوئیوں کے الفاظ پر کبھی کچھ کہتے ہیں کبھی کچھ چنانچہ اس زمانہ کے مسیح موعود کے مخالفین ملہمین کے حالات سے ظاہر ہے - اللہ تعالیٰ ان کے مقابل میں مومنوں کو قول ثابت پر ثابت رکھتا ہے - قول ثابت دلائل قاطعہ - براہین ساطعہ اور نشانات سماویہ سے ہوتا ہے چنانچہ مومنوں کے اعتقاد کی تائید آسمانی نشانات سے ہوتی رہتی ہے - اور یہ نشانات امور کی زندگی کے بعد بھی دکھاۓ جاتے ہیں تا تؤتی اکلہا کل حین کے مصداق ہو -

چنانچہ ہم خود ان باتوں کے شاہد ہیں اور اسوقت ھو الذی انزل السکینۃ فی قلوب المومنین لیزدادوا ایمانا مع ایمانہم کے شان نزول میں سچ کہا ہے - ؎

یار غالب شو کہ تا غالب شوی

یار مغلوبان مشو ہیں از غوی

نوٹ یہ خلاصہ خطبہ ہمارے اپنے الفاظ میں ہے

بزرگ کی تعریف

ہم نے ۱۹-جنوری کے اخبار میں ایک نوٹ دیا تھا کہ جو صاحب چاہیں کہ انھیں حضرت خلیفۃ المسیح کی صحت کے متعلق روزانہ کارڈ لکھا جائے وہ ایک ایک پیسہ والے ٹکٹ بھیجدیں۔ آدھے ٹکٹ تحریر وغیرہ کی اُجرت میں خرچ ہونگے باقی آدھے جتنے رہینگے اُتنے دن ایک ایک کارڈ روزانہ روانہ ہوتا رہیگا اسپر ہمارے ایک مہربان سخت ناراض ہوئے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں ہمکو بہت افسوس اور غم ہوا۔ ہمارے بزرگان قادیان میں رہنے والوں کا یہ حال ہے۔ ہمارے ساتھ ایسی خشکی کا نوٹ شائع کرتے ہیں کہ لکھائی کا پیسہ لئے بغیر کارڈ نہیں لکھ سکتے۔ جب بزرگان کا یہ حال ہے تو جو ہم قادیان سے باہر رہتے ہیں ہمارا خدا ہی بیلی ہوگا۔ جب یہ نوٹ قادیان سے شائع ہوتے ہیں تو الفقوانی سبیل اللہ کے کیا معنے ہوئے" بہت سے دوستوں کو اس خواہش کا اظہار کرتے ہوئے معلوم کرکے کہ انھیں حضرت خلیفۃ المسیح کے حالات صحت روزانہ بھیجے رہیں میں نے یہ تجویز سوچی تھی کہ چند دوستوں کو تو میں روزانہ خط لکھتا ہوں بالخصوص ڈاکٹر صاحبان کو تاکہ وہ حضرت کے حالات سے آگاہ ہوکر ضروری مشورہ دیتے رہیں اور بعض اور دوستوں کو جنھوں نے ایسی خواہش ظاہر کی۔ لیکن اللہ تعالےٰ کے فضل سے احباب کا سلسلہ وسیع ہے اور مجھے اپنے فرائض سے فرصت نہیں کہ اسقدر خط لکھ سکوں۔ اور مجھے کیا قریبًا ہر ایک دوست کا جو قادیان میں رہتا ہے یہی حال ہے ہر ایک کو اپنی قوت لایموت کے واسطے دن بھر کام کرنا پڑتا ہے۔ دو تین خط روزانہ کسی نے لکھ لئے تو کوئی مشکل نہیں اور ایسے خط تو سب لکھتے ہی ہیں۔ اور قادیان کے مختلف مہاجرین کے ذریعہ سے باہر کے مختلف دوستوں کو ایسے خط جاتے ہی ہیں لیکن کسی ایک شخص کے واسطے مشکل ہے کہ وہ ایک بڑی جماعت کو روزانہ خط لکھے۔ کیونکہ یہ کام بہت سا وقت چاہتا ہے۔ نہایت مختصر کارڈ ہو تو ایک گھنٹہ میں بارہ کارڈ لکھے جاتے ہیں۔ اس لئے میں نے سوچا تھا کہ یہ کام کسی محرر سے اُجرتًا کرالیا جاوے۔ صحیح حالات معلوم کرکے ایک کارڈ میں لکھ دوں۔ باقی نقلیں ہوجائیں۔ یہ انتظام تھا جسپر مذکورہ بالا الفاظ کا تحفہ ہم کو بھیجا گیا ہے۔ ابھی نوٹ کو نکلے صرف ۴-دن گذرے ہیں کہ آج ۲۴-جنوری کو میں نے ۳۰ خط روانہ کئے ہیں۔ پھر ایسے آدمی کا تلاش کرنا جو یہ کام کرسکے۔ فکر کے ساتھ اس کا روزانہ انتظام رکھنا اس کے واسطے تو کچھ مانگا گیا ہے یہ کچھ بہت نہیں اور عنقریب جب تعداد بڑھ جائیگی جیسا کہ ظاہر ہے تو اس اُجرت میں کمی بھی ممکن ہوگی۔ اور اُس کے مطابق کارڈوں کی تعداد بڑھ سکیگی۔ لیکن ہمارے مہربان کے نزدیک بزرگ اُس شخص کو کہتے ہیں جو ایک مضمون ایک کارڈ کا بنائے اور پھر دن بھر اُس کی نقلیں کرتا رہے۔ اور ان نقلوں کی اُجرت کچھ نہ لے اور جو اُس کا اپنا فرض منصبی ہے یا کہ اُس کو ادا نہ کرکے خیانت دار بنے یا اُس کام سے استعفیٰ دیدے اور سارا دن کارڈ لکھ لکھ کر اور ڈاک میں ڈال کر رات کو صبر شکر کے ساتھ جاکر سو جائے تو میں اپنے مہربان سے باادب عرض کرتا ہوں کہ میں تو پہلے بھی بزرگوں میں داخل نہیں ہوں۔ لیکن اگر بزرگی کی یہی تعریف ہے تو آئندہ بھی اس بزرگی کا خواہشمند نہیں ہوں۔ میں اخبار بدر کا ملازم ہوں۔ حضرت صاحب کی ڈاک کا کام کرتا ہوں۔ بُری بھلی صدر انجمن کی محاسبی کرتا ہوں۔ چند محبین کو درس قرآن دیتا ہوں۔ نیک یا بد ایک پرانی عادت ولایت خط لکھنے کی پڑی ہوئی ہے اُسے پورا کرتا ہوں۔ مجھ سے یہ نہیں ہوسکتا کہ ان سارے کاموں کو چھوڑ دوں ان کے علاوہ حضرت کی مجلس میں نہ جاؤں۔ دوستوں کی ملاقات بھی ترک کروں اور صبح سے شام تک بیٹھ کر ڈیڑھ دو سو کیونکہ جس رفتار سے روزانہ کارڈوں کی درخواستیں آرہی ہیں وہ بتلاتی ہے کہ چند روز میں ایسے درخواست کنندگان کی یہ تعداد ہوجائیگی کارڈ نقل کرکے بزرگوں کی فہرست میں شامل ہوجاؤں۔ مجھے اس مہربان کے خط کا کوئی رنج نہیں کیونکہ ایڈیٹر کو ایک بڑی جماعت کے ساتھ تعلق ہوتا ہے اور سب ایک مذاق کے نہیں ہوتے اس لئے اُس کے واسطے ضرور ہے کہ جہاں اُسنے اپنے مکرم دوست سید عابد حسین صاحب کا خط پڑھا ہے جنھوں نے مبلغ دو روپیہ اسواسطے روانہ کئے ہیں کہ ۸ کے کارڈ خریدے جائیں اور پھر لکھنے کو دیا جاوے۔ وہاں ضرور ہے کہ مذکورہ بالا مہربان بیلی کا خط بھی پڑھے۔ ہمارے مہربان نے مجھے اسبات کا بھی طعن دیا ہے کہ بعض کے ساتھ تمھارے خاص تعلقات ہیں ان کو خط لکھتے ہو۔ سو میں اسبات پر فخر کرتا ہوں کہ بعض احباب کے ساتھ میرے تعلقات خاص کیا بلکہ خاص سے بھی بڑھے ہوئے ہیں۔ ہاں یہ ٹھیک نہیں کہ میں ان سب کو روزانہ خط لکھتا ہوں۔ ان کے ساتھ جو میری روحانی نسبت ہے وہ اس امر کی محتاج نہیں کہ میں بہرحال انھیں روزانہ خط لکھوں۔ لیکن یہ ٹھیک ہے کہ ان میں سے جسکو لکھتا ہوں اُن کے ساتھ کوئی ٹکٹوں کا حساب بھی نہیں۔ اور ٹکٹ کیا چیز ہیں اور مال و دولت کی کیا ہستی ہے مجھے اللہ تعالیٰ کے فضل پر کامل بھروسہ ہے کہ اگر ضرورت پڑے تو وہ دوست میری خاطر اپنی جان تک بھی دینے کو طیار ہیں۔ اور یہ تعلق امر اختیاری نہیں۔ خدا جن دو دلوں میں چاہتا ہے۔ ایسی الفت ڈال دیتا ہے جسکو عشق کا قصہ ہے اور ہر ایک کو برداشت نہیں کہ ان باتوں کو سُن سکے اسواسطے میں اس ذکر کو لمبا نہیں کرتا۔ ہاں میں اپنے اس مہربان دوست کا دو باتوں کے واسطے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ ایک تو یہ کہ وہ لکھتے ہیں کہ لکھائی پر جو خرچ ہوگا میں دونگا اس کا اعلان کردیا جاوے۔ سو میں بڑی خوشی سے

اعلان

کرتا ہوں کہ جو صاحب حضرت خلیفۃ المسیح کی صحت کے متعلق روزانہ کارڈ چاہتے ہیں وہ اُتنے ٹکٹ ایک پیسے والے ارسال فرما دیویں جتنے دن کارڈ چاہتے ہیں۔ مذکورہ بالا مہربان کو لکھا گیا ہے کہ لکھائی کا خرچ بھیجدیں جب ان کا خرچ آویگا ایسے احباب کو روزانہ کارڈ جانا شروع ہوجائیگا اور مہربان کا اسم گرامی شکریہ مزید کے ساتھ درج اخبار کیا جائیگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

دوسری بات یہ ہے کہ وہ لکھتے ہیں کہ ان ایام میں تو بدر روزانہ ہونا چاہئے۔ مگر ہم سے اب ٹکٹ لکھائی کے مانگے جاتے ہیں کیا کریں۔ ٹکٹوں کا جواب تو اوپر ہوچکا۔ لیکن

بدر روزانہ

کا جو اُنھوں نے مطالبہ فرمایا ہے اُس کے واسطے ان کا شکریہ ہے۔ اور اگر دو سو درخواست روزانہ کے واسطے آجائے تو انشاء اللہ ہم اس کا انتظام کرنے کے واسطے طیار ہوجائینگے۔

کیا ایڈیٹر صاحب پیسہ اخبار اپنے فرائض سے آگاہ ہیں؟

ایڈیٹر صاحب نے جماعت احمدیہ کے معزز و مکرم حضرت سید مولوی محمد احسن صاحب فاضل امروہی کی شان مبارک میں ایک نہایت ہتک آمیز مراسلت شائع کی ہے جسمیں کھلی گالیاں دی گئیں ہیں کیا ایڈیٹر صاحب سرکاری قانون کو بھول گئے ہیں۔

شکریہ

حضرت میر ناصر نواب صاحب اُن احباب کا شکریہ ادا کرتے ہیں جنھوں نے انکی اپیل کے جواب میں ضعفاء کے مکانوں کے واسطے چندہ عطا کیا ہے۔ اسمائے گرامی یہ ہیں شیخ رحمت اللہ قریشی صاحب عبد العزیز ملڑی ٹیلر۔ خدا بخش صاحب [illegible]

انجمن احمدیہ بنارس

پچھلے سفر مونگھیر میں عاجز نے احباب بنارس کو یہ ترغیب دی تھی کہ ایک باقاعدہ انجمن احمدیہ بنادیں۔ اب منشی عبد الرزاق صاحب کے خط سے یہ معلوم کرنے پر بہت خوشی ہوئی کہ انجمن بن گئی ہے جس کے پہلے اجلاس میں دو تقریریں ہوئیں ایک عبد الرشید خان صاحب نے قرآن مجید کے متعلق کی۔ دوسری محمد خلیل الرحمان صاحب نے ضرورت انجمن کے متعلق کی۔ ہر دو تقریروں کا کچھ اقتباس درج ذیل کیا جاتا ہے۔

قرآن مجید یہ وہ مقدس کتاب ہے۔ جسمیں توحید کا سمندر لہریں مار رہا ہے اس کی ادنیٰ توجہ نے عرب کی جاہل قوموں کو حیوان سے انسان بنادیا۔ اگر کل دنیا اکٹھی ہوکر اس کی نظیر بنانا چاہے تو بھی ممکن نہیں۔ قرآن شریف کی ایک یہ خوبی ہے کہ وہ تمام معارف دینیہ پر مشتمل ہے اور کوئی دینی سچائی جو حق اور حکمت سے تعلق رکھتی ہے ایسی نہیں جو قرآن مجید میں نہ پائی جاتی ہو۔ مگر ایسا شخص کون ہے کہ کوئی دوسری کتاب ایسی دکھلائے جسمیں یہ وصف موجود ہو۔ جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ کلام شریف کے تابع ہو کر ہزاروں ڈاکو اور چور اور لٹیرے غوث و قطب بن گئے۔ مبارک ہیں وہ جو خدا کے کلام کو بار بار پڑھتے ہیں۔ مبارک ہیں وہ جو اس کے احکام پر عمل کرتے ہیں۔

انجمن احمدیہ اس موقعہ پر ایک باقاعدہ انجمن احمدیہ کا قائم ہونا ضروری ہے۔ کہ جسمیں سچی تعلیم اسلام اور سچی تابعداری گورنمنٹ برطانیہ کی روح پھونکی جاوے ... ایک شخص کا لوگوں پر اتنا اثر نہیں پڑتا جتنا کہ ایک سوسائٹی اور جماعت کا پڑتا ہے۔ اس لئے انجمن دین کی اشاعت اور اس کے کامیابی کا ایک بہت بڑا آلہ ہے۔ اسوقت خاص کر مسلمانوں کی حالت تو سب سے ابتر اور نازک ہے کہ اسلام کی عظمت اور خدا تعالیٰ کی محبت ان کے دلوں سے بالکل اٹھ گئی ہے بہت سے ایسے ہیں جو دعا کی حقیقت کو بھول گئے ہیں اور ادعونی استجب لکم کے نکتہ سے بالکل بے بہرہ ہو گئے ہیں۔ ہزار ہزار شکر اس معبود برحق کا ہے جس نے اپنے فضل و کرم سے اس تاریک زمانہ میں اپنا مرسل مبعوث فرمایا اور اپنی قدرت کی چمک دکھلائی انجمن کا ہونا بہت ضروری ہے۔ چنانچہ حال میں جبکہ جناب مولانا مفتی محمد صادق صاحب بنارس تشریف لائے تھے تو مولانا نے اس بات کی تحریک کی کہ یہاں پر ایک انجمن ضرور قائم ہونی چاہیئے۔ کیونکہ لوگوں کی تعداد اس قدر کافی ہے۔ کہ انجمن قائم ہوسکے۔ لہذا یہ تجویز ہوتی ہے کہ آج کے روز انجمن کا افتتاح ہو جسمیں جناب مولانا مولوی الٰہی بخش صاحب پریزیڈنٹ یعنی میر مجلس اور جناب محمد کریم خانصاحب وائس پریزیڈنٹ اور جناب منشی عبد الرزاق صاحب سکرٹری اور جناب عبد الرشید خان صاحب نائب سکرٹری مقرر کئے جاویں

وصیت ۔ غلام حیدر صاحب پٹواری از تلونڈی راہ والی تحصیل گوجرانوالہ اطلاع دیتے ہیں کہ "میں نے آمدنی میں دسویں حصہ کی وصیت کردی ہے۔"

ضرورت نکاح ایک شریف خاندان کی دو نوجوان لڑکیوں کے لئے جن کی عمر ۱۴ ۔ ۱۵ سال ہے رشتہ کی ضرورت ہے درخواستیں ... کے ٹکٹ آویں کسی صاحب کو پتہ نہیں بتایا جاویگا۔ درخواستیں مشتہر کے پاس پہنچادی جائینگی اور درخواست کنندہ کو مشتہر کا ایڈریس دیدیا جاویگا اس سے زیادہ بدر کی کوئی ذمہ واری نہیں۔

العزیز رسالہ علمی ادبی اسلامی ہوا در رسالہ عام سالانہ چندہ ۲ ؍

دفتر بدر سے طلب کرو

تبلیغی کارڈ جس میں حضرت مسیح موعود کے دعاوی کا مل ثبوت ہے ۔ ۹۰ عدد ۵ ؍ اور ۲ ؍ بحصولڈاک دی پی۔

عقائد احمدیہ جس میں مسیح موسوی کی وفات اور مسیح احمدی کے دعاوی کا اثبات اور اللہ ۔ ملائکہ ۔ الیوم الآخر ۔ انبیاء کتب تمام ارکان و اصول اسلام کی نسبت اپنے عقائد کا اظہار ہے۔

خاص رعایت

حضرت کی پرانی تحریریں ۔ معارف و حقائق کا خزانہ اصلی قیمت ۲ ؍ رعائتی ۱ ؍ **خطا اور حضرت کی تقریر** اصلی قیمت ۴ ؍ رعائتی ۱ ؍ **سلک مروارید** ۔ حصہ اول و دوم مستورات کے لئے نہایت مفید سلسلہ احمدیہ کی تائید اصلی قیمت ۸ ؍ رعائتی ۴ ؍ **مکتوبات احمدیہ** ۔ چودھویں صدی کے امام علیہ السلام کے تصوف آموز مکتوب اصلی قیمت ۸ ؍ رعائتی ۴ ؍ **سات پارے ترجمۃ القرآن** ۔ مرتبہ شیخ یعقوب علی صاحب اس زمانہ میں عجیب تفسیر اصلی قیمت ۸ ؍ رعائتی ۴ ؍

اس قیمت پر صرف ہمارے دفتر سے ملینگی ۔ (مینیجر اخبار بدر)

الٰہ آباد کا مضمون مفت خواجہ کمال الدین صاحب بی۔ اے پلیڈر چیف کورٹ عزیز منزل نولکھا لاہور کے نام آدھ آنے کے ٹکٹ بھیجکر وہ مضمون اردو جو الٰہ آباد جلسہ مذاہب میں پڑھا گیا تھا مفت منگالو۔

ڈاکٹر ایس کے برمن کی بنائی ہوئی مشہور دوائیں

(جیسے ہے ڈاکٹر برمن کا عرق کافور ہے آؤ) $\frac{30}{48}$

جب کسی کو ہیضہ ہوتا ہے تو اس کے گھر میں ایسی پکار پڑ جاتی ہے اور گھبرا کر یہی کہتے ہیں کہ اگر پہلے ہی تھوڑا سو تو یہ تکلیف ہی کیوں اٹھانا پڑے۔ کیوں نہیں ایک شیشی عرق کافور لیکر گھر ڈال رکھتے ہو۔ یہ اصلی عرق کافور ۲۶ برس سے مشہور اور تجربہ کی ہوئی ہیضہ کی انمول دوائی ہے۔ گرمی کے دست پیٹ کا درد ۔ اور قے کے لئے اکسیر کا حکم رکھتی ہے۔ قیمت فی شیشی ۸ ؍ محصولڈاک ایک شیشی کو چار شیشی تک ۵ ؍۔

عرق پودینہ

ہر ایک بال بچے والے کو یہ دوا گھر میں رکھنا چاہئے۔ یہ عرق ولائتی پودینہ کی ہری پتیوں کے مانند ہے یہ عرق ڈاکٹر برمن کی صلاح سے ولایت کے نامی دوا فروش نے بنایا ہے۔ ریاح کے لئے یہ دوا نہایت مفید ہے۔ پیٹ کا پھولنا ۔ ڈکار آنا ۔ بدہضمی اشتہا کا کم ہونا یہ سب ریاح کی علامتیں دور ہوجاتی ہیں گود کے بچے کے لئے اس سے بڑھکر اور کوئی دوا نہیں ہے قیمت فی شیشی ۸ ؍ محصولڈاک ایک شیشی سے ۴ شیشی تک ۵ ؍ (ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ و ۶ ۔ تارا چند دت اسٹریٹ کلکتہ ۔) مفصل حالات کی کتاب مفت ملتی ہے منگوا کر ملاحظہ فرماویں۔

صابن سازی

$\frac{11}{24}$

صاحبان آپ پر روشن ہے کہ کمترین نے ایک اشتہار بدین عنوان "تجارت کار ا" دیا تھا جس میں مبلغ ... فیس تھی۔ اب اکثر احباب کے ارشاد کے بموجب فیس مبلغ ۴ ؍ کردی ہے تاکہ غریب سے غریب بھائی بھی فائدہ اٹھاویں۔ شرائط حسب ذیل ہیں صابن امرتسری قسم اعلیٰ بدون امداد آگ و بھٹی و چونہ صرف چند منٹ میں طیار کرنے کی ترکیب عام فہم اردو میں بذریعہ دی پی مبلغ ۴ ؍ میں روانہ ہوگی۔

(۲) پتہ صاف ۔ جواب کے لئے جوابی کارڈ ورنہ جواب سے جواب

(۳) اگر میری روانہ کردہ ترکیب سے صابن امرتسری قسم اعلیٰ طیار نہو تو حلفیہ تحریر پر فیس واپس دیجاویگی ۔ (۴) درخواست کنندہ کو حلفیہ اقرار کہ بدون اجازت مہتمم ترکیب کسی کو نہ بتلائی جاویگی ۔ روانہ کرنا ضروری ہوگا ۔

المشتہر غلام محی الدین اقبال موضع جنڈ والی سب آفس کھوڑٹہ بانوالہ (لائل پور)

مفرح یاقوتی طیار کردہ ۔ حکیم محمد حسین صاحب مہتمم بلدخانہ مرہم عیسیٰ لاہور حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تجویز ہے۔ اعضاء رئیسہ کو طاقت دیتی ہے بہی مفرح اور مقوی ہے ہر قسم کے ضعف و سستی اور ناطاقتی